18-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر26(حمٓ)

علم کے بغیر عمل بعض اوقات گمراہی تک لے جاتا ہے کیونکہ جب انسان کو راستے کا علم ہی نہ ہو اور وہ گھر سے نکل پڑے تو کیا منزل تک پہنچ جائے گا؟

منزل تک پہنچنے کے لئے راستے کا علم ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔

جنت تک پہنچنے کے لئے جنت تک پہنچنے کے راستے کا علم ہونا بہت ضروری ہے اور اگر انسان اس راستے پر نہ چلے تو وہاں تک کیسے پہنچے گا؟

تو جنت کا راستہ کیا ہے؟

علم حاصل کرنا۔

مثلا ایک شخص عبادت کرتا ہے اور اپنے آپ کو خوب تھکاتا ہے عبادت میں لیکن وہ بغیر علم کے ایسے طریقوں سے عبادت کر رہا ہے جو اللہ تعالی کو مطلوب ہی نہیں تو اس کا وہ تھکنا اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گا، تو شیطان کی چالوں میں سے ایک بڑی اہم چال یہ ہے کہ مختلف طریقوں سے لوگوں کو علم حاصل کرنے سے روکتا ہے۔

✧ علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں:

جان لو کہ ابلیس کا لوگوں پر سب سے پہلا دھوکہ یہ ہے کہ وہ ان کو علم سے روکتا ہے کیونکہ علم نور ہے. پھر جب وہ ان کے علم کے چراغوں کو بجھا دیتا ہے تو وہ ان کو اندھیروں میں جیسے چاہے ٹھوکریں لگواتا ہے۔

یعنی جب انسان کے پاس علم ہی نہیں ہوتا تو پھر انسان اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے

✧ ابن ھُبیَرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

شیطان کی چالوں میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو قرآن کے غوروفکر اور تدبر سے نفرت دلاتا ہے۔

یعنی شیطان قرآن پڑھنے کو چھڑوادے گا کہ پھر پڑھ لیں گے، یا یہ کہ یاد کر لیں لیکن قرآن کے غوروفکر سے ان کا دل گبھراتا ہے۔ قرآن کے اندر گہری سمجھ بوجھ سے روکنا شیطان کا کام ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ غوروفکر کی صورت میں اسے ہدایت حاصل ہو جائیگی اور اگر ہدایت مل گئی تو اس کو رستہ مل گیا پھر یہ میرے انجام تک تو پہنچے گا نہیں۔

سورۃ الاحقاف

❖ آیت 3-2

تو سورت کے آغاز میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی کتابِ عزیز کی ثناء اور تعظیم بیان کرتے ہیں اور اس بارے میں بندوں کے لیے اللہ تعالی کا ارشاد کیا ہے کہ وہ اس کتاب

سے روشنی حاصل کریں، رہنمائی حاصل کریں، اس کی آیات میں تدبر کریں، اس کے خزانوں تک پہنچیں۔ تو جب اللہ تعالی نے اس کتاب کو نازل کرنے کے بارے میں فرمایا تو اس کے ساتھ ہی آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا ذکر بھی کیا۔

تو بات یہ ہے کہ جس نے آسمان وزمین بنائے اُسی نے یہ کتاب اتاری اور اس نے یہ اس لیے اتاری تاکہ انسان اس زمین اور آسمان کے بارے میں صحیح نکتہ نظر قائم کریں، ان سے صحیح فائدے اٹھائیں اور پھر ultimately جس رب نے ان کو پیدا کیا ہے اس کو یاد رکھیں اور اس کی عبادت کریں اور اس بات پر پورا یقین رکھیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی چونکہ آسمان وزمین کی ہر چیز کو انسانوں کے لئے مسخر کیا، پھر انسانوں کی طرف رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں، نیکی کا حکم دیا، برائی سے روکا اور انہیں اس بات سے خبر دار کیا کہ یہ دنیا رہنے کا گھر نہیں، یہ گزر گاہ ہے یہاں انہیں صرف اپنی آخرت کے لیے، ہمیشہ کے ٹھکانے کے لیے تیاری کرنی ہے جہاں ان کی مستقل رہائش گاہ ہے اور جو کچھ وہ دنیا میں کرتے ہیں اس کی جزاءوسزا وہ پائیں گے۔

اور پھر ساتھ ہی یہ بتادیا گیا کہ آسمان وزمین کی تخلیق بے مقصد نہیں ہے یہ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ایک وقت مقرر تک کے لئے پیدا کیا ہے، ہمیشہ کے لیے نہیں لیکن ایسی باتوں سے جنہوں نے کفر کیا وہ اعراض برتتے ہیں اور ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

❖ آیت نمبر 5

وہ کون ہیں؟ ایک طرف تو مشرکین کے بنائے ہوئے بت ہیں کہ جن کو وہ پکارتے تھے یا جن سے وہ فریادیں کرتے یا جن کو وہ واسطہ یا ذریعہ بناتے ہیں اگر وہ کچھ بھی نہیں سنتے تو یہ ان کے آگے جاکر نذر و نیاز کیوں رکھتے ہیں، ان کے آگے جھکتے کیوں ہیں؟

کیونکہ اگر قیامت تک بھی ان کو پکارتے رہیں تو وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دیں گے۔

اسی طرح افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے اندر بھی ایسے trends

آگئے ہیں، ایسے لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے، کہ انہوں نے بھی اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا حاجت روا سمجھ لیا کہ یہ ہماری مدد کریں گے جس طرح بعض اوقات لوگ کہہ دیتے ہیں یا علی مدد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام یقینا بہت بڑا ہے لیکن وہ مدد کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ مدد تو صرف اللہ ہی طرف سے آتی ہے

وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ

کہ مدد ساری بس اللہ ہی کرتا ہے، اللہ کی جانب سے آتی ہے لیکن لوگ عموماً ان باتوں کو بھول کر صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی یا اپنے آباءواجداد کی پیروی میں اس طرح کے کلمات ادا کرنے لگتے ہیں اور بعض اوقات سوچتے بھی نہیں، غور بھی نہیں کرتے۔

تو یہاں یہ واضح طور پر بتادیا گیا کہ جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارے گا وہ قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتا یعنی وہ اس کا کوئی کام کر نہیں سکتا اور جو مر چکے ہیں قبروں میں ہیں وہ تو پکارنے والوں کی پکار سے بھی غافل ہیں، بے خبر ہیں۔

❖ آیت 6

قیامت کے دن وہ کہیں گے ہمیں نہیں پتہ تھا کہ تم ہمیں پکارتے تھے ہم تمہاری پکار سے غافل ہیں، بے خبر ہیں۔

انسان کے انجام کی خبر اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔

یہاں آپ دیکھیے کس سے کہلوایا جارہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ سے کہلوایا جارہا ہے کہ آپ ان کو بتا دیجئے قُل آپ کہہ دیجئے

پہلی بات "میں کوئی نرالا رسول نہیں"۔ پہلے بھی رسول آتے رہے ہیں میں بھی اسی کی ایک کڑی ہوں۔

اور **دوسری بات یہ** "میں نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا سلوک کیا جائیگا اور تم سے کیا کیا جائیگا"۔ میں تو اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی گئی لہٰذا تمہیں بھی کیا کرنا چاہیئے اس وحی کی پیروی کرتے چلے جانا چاہیئے اس کی فکر کرنی چاہیئے اور میرا کام تو محض خبر دار کرنا ہے۔

✧ ام علاء کہتی ہیں جب انصار نے مہاجرین کی میزبانی کے لئے قُرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ان کے حصے میں آئے وہ کہتی ہیں کہ پھر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے، میں نے ان کی خوب دیکھ بھال کی لیکن وہ فوت ہو گئے ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں ہی رہنے دیا اسی دوران نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابو سائب، یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی، تم پر اللہ کی رحمت ہو میری تمہارے متعلق گواہی ہے کہ اللہ نے تمہیں اپنے ہاں عزت سے نوازا ہے۔

یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے؟

یعنی مرنے والے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی judgement نہیں دینی چاہیئے۔

کہتی ہیں میں نے کہا واقعی مجھے کوئی علم نہیں، لیکن اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں اللہ اور کس کو نوازے گا؟

یعنی میرا گمان بہت اچھا ہے ان کے بارے میں، تو مجھے یہ یقین ہے کہ آگے ان کی بہت اچھی مہمانی ہوئی ہو گی۔

✷ آپ نے فرمایا: عثمان واقعی انتقال کر چکے ہیں اللہ کی قسم میں ان کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں اپنے لیے بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ام علاء کہتی ہیں کہ اللہ کی قسم اس کے بعد میں کسی کا بھی تزکیہ نہیں کروں گی البتہ اس واقعہ سے مجھے بہت رنج ہوا۔ پھر میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل تھا؟ جو اب تک جاری ہے یعنی صدقہ جاریہ۔

تو ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ خواب میں خوشخبریاں دیتے ہیں بعض اوقات مرنے والوں کا حال بتا دیتے ہیں لیکن پھر بھی حتمی طور پر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اصل حقیقت کیا ہے اس لیے قسم کھا کے یقینی طور پر کہنا کہ فلاں جنتی ہے، فلاں ایسا ہے، فلاں ویسا ہے یہ ہمارے اختیار میں نہیں یہ اللہ کے فیصلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی بات ہے تو اس سے بچنا چاہیے۔

بس دعا کرنی چاہیے، اچھا گمان رکھنا چاہیے اچھی امید رکھنی چاہیے۔ دعا، گمان اور امید لیکن کوئی judgement نہیں پاس کر سکتے کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے۔

❖ آیت10

اور بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔

❖ آیت11

یعنی وہ سمجھتے تھے کہ جو ایمان والے ہیں وہ معاشرے کے کمزور افراد ہیں، غلام ہیں، غریب ہیں تو یہ کیوں پہلے اسلام لے آئے ہیں، اگر اسلام واقعی کوئی بہت اچھی

چیز ہوتی تو پہلے ہم سردار لوگ ایمان لاتے۔

لیکن یاد رکھیے

کہ اسلام کے بارے میں کوئی شرط نہیں کہ اس کو صرف بہت پڑھے لکھے لوگ ہی یا بہت سمجھدار لوگ ہی قبول کریں گے۔

بعض اوقات ایک شخص کی دنیا کے معاملات میں بہت بڑی سمجھ نہیں ہوتی لیکن اس کو اللہ کی پہچان بڑی جلدی ہو جاتی ہے، حق بڑی جلدی سامنے نظر آجاتا ہے اور وہ اسے قبول کر لیتا ہے تو اس کے لیے بہت بڑے فلسفے کی ضرورت نہیں ہوتی یا بہت کوئی complicated قسم کے علوم کی ضرورت نہیں ہوتی کہ انسان اپنے رب کو پہچانے، ایک بچے سے بھی آپ پوچھیں اور کہیں یہ آسمان کس نے پیدا کیا ہے؟ تو فطری طور پر کہے گا کہ اللہ نے۔

تو پھر جب پیدا اس نے کیا تو عبادت بھی اسی کی ہونی چاہیے اس کے لئے کوئی بہت بڑی منطق نہیں چاہیے ہوتی انسان کو کہ اس کی تہہ تک پہنچے۔

یہ الگ بات ہے کہ جوں جوں انسان کا علم بڑھتا ہے چاہے دنیا کا بھی بڑھے اس کی اللہ سبحانہ وتعالی کے بارے میں معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف علم والوں کو ہی ایمان نصیب ہوتا ہے۔ اور پھر چونکہ یہ خود ایمان نہیں لائے تو ضد میں کہتے ہیں کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔

❖ آیت 15

تو یہاں والدین کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور پھر اس میں بھی خاص طور پر ماں کے حق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ ماں اولاد کو مشقت کے ساتھ حمل کی صورت میں اٹھاتی ہے، تکلیف کے ساتھ پیدا کرتی ہے اور پھر پالتی ہے دودھ پلاتی ہے اس کے لیے سارے اس کے کام کاج کرتی ہے جب تک بچہ dependent ہوتا ہے۔ تو اس لیے نبی ﷺ نے ماں کے ساتھ احسان کو جہاد سے بھی زیادہ اہم قرار دیا ہے۔

✷مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الآخِرَةَ

اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں اس سے میں اللہ کا چہرہ اور آخرت کا گھر چاہتا ہوں آپ نے فرمایا "تمہارا بھلا ہو کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟" میں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا "واپس جا کر اس کی خدمت کرو" پھر میں نے دوسری طرف سے آکر آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل جہاد کرنا چاہتا ہوں، میں اُس سے اللہ کا چہرہ اور آخرت کا گھر چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا "تمہارا بھلا ہو کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟" میں نے کہا جی ہاں اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ نے فرمایا واپس جا کر اس کی خدمت کرو۔ پھر تیسری بار ایسا ہی کیا تو آپ نے تیسری بار بھی وہی جواب دیا آپ نے فرمایا "اس کے قدموں کو لازم کر لو جنت وہیں ہے" (ابن ماجہ 2781)۔

کیونکہ بعض اوقات والدین زیادہ محتاج ہوتے ہیں، ضرورت مند ہوتے ہیں اور انکی خدمت کرنے والا، انکی مدد کرنے والا، انکی ڈھارس بندھانے والا اور کوئی نہیں ہوتا تو پھر you are the only child تو پھر ایسی صورت میں آپ کو اپنے کچھ اور فرائض چھوڑ کر اس کام کو کرنا ہوتا ہے اور یہ ہمارے دین کا ایک حسن ہے کہ جس کا آپ پر کوئی احسان ہو، والد ہو، والدہ ہو یا خاندان میں کوئی اور ہو، اس کے علاوہ باہر بھی ہو۔

❖ آیت15

توہمارادین ہمیں هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَٰنُ --احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے؟ یہ اصول سکھاتا ہے اور یہ ایک بہت ہی خوبصورت اصول ہے کیونکہ انسان جب کسی کے ساتھ بھلا کرتا ہے تو وہ توقع بھی رکھتا ہے کہ اس کے ساتھ بھلا کیا جائے۔

سب ماں باپ کو اس بات کی امید ہوتی ہے کہ ہمارے بچے ہمارے لیے کچھ کریں گے اور ایسا کرنے میں کوئی برا نہیں لیکن یہ ہے کہ بعض اقات بچے اپنے بچوں میں مصروف ہو کر والدین کا حق بھول جاتے ہیں تو اس لیے یہاں پر خاص تاکید کی گئی۔

✷ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا" ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی جب کہ وہ عبادت خانے میں عبادت میں مصروف تھا۔ اس نے کہا اے جُریج !تو جریج نے دل میں کہا اے اللہ ایک طرف میری والدہ ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے۔وہ پھر بولی: جریج !اس نے کہا اے اللہ میری والدہ اور میری نماز، میں کیا کروں؟ پھر تیسری بار ماں نے پکارا جریج !اس نے پھر یہی کہا اور انہوں نے نماز کو نہیں چھوڑا۔ماں خفا ہو گئی تو اس نے کہا" اے اللہ !جریج کو موت نہ آئے جب تک کہ یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔" چنانچہ اس کے عبادت خانے کے پاس ایک بکریاں چرانے والی عورت ٹھہرا کرتی تھی تو اس نے ایک بچے کو جنم دے دیا۔ تو اس سے پوچھا گیا کہ یہ کس کا ہے؟تو وہ کہنے لگی یہ جریج کا ہے۔یعنی جریج پر تہمت لگا دی۔ تو یہ الزام سن کر وہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اترا اور کہنے لگا وہ عورت کہاں ہے جو دعوی کرتی ہے کہ یہ بچہ مجھ سے ہے؟ جریج نے بچے کو مخاطب کر کے کہا اے شیر خوار !(یعنی اے دودھ پینے والے بچے) بتا تیرا باپ کون ہے؟اس نے کہا میرا باپ بکریاں چرانے والا ہے۔

بہرحال چونکہ وہ ایک عبادت گزار شخص تھا تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اس سے الزام کو دفع کر دیا لیکن ماں کی بد دعا بھی اس کے حق میں قبول ہو گئی۔ تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ماں کو کسی شدید مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے میں انسان کسی نیک کام میں لگا ہوتا ہے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم میں سے اکثر لوگ اس dilemma کا شکار ہو جاتے ہیں یہ بھی نیک کام ہے، وہ بھی نیک کام ہے، اس وقت کیا کروں؟ تو سمجھداری کا تقاضہ یہ ہے کہ کونسا کام delay کیا جا سکتا ہے؟ اور کونسا کام ہے جو آپ کو اسی وقت ہی کرنا ہے ظاہر ہے کہ ماں نے کسی کام سے ہی بلایا ہو گا اور وہ ضروری کام ہو گا تو اس وقت ماں کا حق زیادہ تھا حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالی کے حق کے بعد والدین کا حق ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار انسان اگر نفلی عبادت کر رہا ہے تو ایسی صورت میں والدین کی خدمت فرض ہو جاتی ہے، تو جب بھی نفل اور فرض کے درمیان آپ کو decision لینا پڑے تو فرض کی طرف جائیے۔

اسی طرح ماں کے ساتھ نیکی جو ہے وہ کبیرہ گناہ معاف کرنے کا باعث بنتی ہے۔

✧ ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا لیکن اس نے انکار دیا۔ کسی دوسرے آدمی نے پیغامِ نکاح دیا تو اس نے اس مرد کو پسند کر لیا۔ مجھے بہت غیرت آئی۔ میں نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ تو کیا میرے لیے کوئی توبہ ہے؟ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا جاؤ، اللہ سے توبہ کرو۔ جس قدر ممکن ہو اس کا تقرب حاصل کرو۔

یعنی ایسے اعمال کرو جن سے تمہیں اللہ کا قرب حاصل ہو۔

تو والدین کی خدمت بھی ان اعمال میں سے ہے جن سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے قریب کرنے والا کوئی دوسرا عمل نہیں ہو سکتا جتنا کہ ماں کے ساتھ نیک سلوک۔

✧ ابوبُردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن وہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ ایک یمنی آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ماں کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوا تھا یعنی کندھوں پر۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں اس کا مطیع اونٹ ہوں۔ اگر اس کی سواریاں خوف زدہ کر دی جائیں تو میں خوفزدہ نہیں ہوں گا۔ پھر اس نے کہا کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ تمہارا کیا خیال ہے، کیا میں نے اپنی ماں کا بدلہ چکا دیا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی ایک آہ کا بدلہ بھی نہیں چکایا۔ یعنی تم سمجھتے ہو کہ ماں کو کندھے پر اٹھا کر حج کروانے سے اس کا حق ادا کر دیا، فرض پورا کر دیا؟

تو بہر حال کچھ حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ہم باقاعدہ خدمت نہیں بھی کر سکتے تو ہم دعائیں ضرور کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اپنی دعائیں قبول ہوں تو اپنی دعاؤں کا آغاز والدین کے لیے دعا سے کیا کیجئے

رَّبِّ ٱرۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

دوسروں پر احسان کرنے کے تین طریقے ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ جیسا کسی نے ہمارے ساتھ کیا۔ ویسا کر دیں۔

دوسرا یہ ہے کہ اگر ہم اس پوزیشن میں نہیں کہ وہ کام کر سکیں جو وہ کر رہا ہے (یعنی ماں نے پیدا کیا، جنم دیا، بچہ یہ تو نہیں کر سکتا) تو ایسی صورت میں والدین کے لیے دعا کریں اور ان کی تعریف کریں، یہ جو انہوں نے احسان کیے ہیں ان کو acknowledge کریں، یہ نہیں کہ صرف ان کے منہ پر ہی کیونکہ یہ خوشامد ہو جاتی ہے۔ ان کے پیٹھ پیچھے جہاں کہیں بھی ممکن ہو کہ والدین کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کریں۔ لیکن افسوس کہ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہو یا ماں باپ سے کسی قسم کی کوئی زیادتی ہوئی ہو، بچپن میں یا بڑے ہو کر تو عموماً بچے وہ شکایتیں لے کر ہر جگہ مسئلے پوچھتے رہتے ہیں لیکن کبھی والدین کے اچھے اخلاق یا اچھی تربیت یا اچھے احسان کا ذکر نہیں کرتے۔ اگرچہ ماں باپ نے کوئی زیادتی بھی کی ہو تو اس صورت میں بھی اس پر صبر کرنا چاہیئے اور انکے لیے دعا کرنی چاہیئے۔ انکی ہدایت کے لیے دعا کرنی چاہیئے۔ ان کے لیے ایسے انتظامات کرنے چاہئیں کہ وہ دین کی طرف آئیں کیونکہ بعض اوقات جب والدین بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں۔ dementia جیسی بیماریاں ہو جاتی ہیں، اوُل فول باتیں کرنے لگتے ہیں تو ایسی صورت میں انسان کو انہیں عبادت کی طرف اور دین کی طرف لا کر اُن پر احسان کرنا چاہیے۔

اسی طرح یہ ہے کہ چالیس سال تک پہنچ کر جو توبہ کی بات کی گئی ہے وہ قابلِ توجہ ہے۔

یعنی اس میں اس انسان کی رہنمائی کی جا رہی ہے جو چالیس سال کا ہو جائے۔ آپ میں سے جو چالیس سال کے ہو چکے ہوں وہ غور سے توجہ سے بات کو سنیں اور وہ یہ ہے کہ نئے سرے سے توبہ و رجوع کریں یعنی چالیس سال سے عمر کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں پھر وہ اللہ کی طرف اور زیادہ راغب ہو۔ اور پھر اس میں مصروفیات بھی انسان کی بڑھ جاتی ہیں کیونکہ اس عمر میں انسان کے اپنے بچے ہو جاتے ہیں۔ ادھر سے والدین بھی بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ جو شخص خود چالیس سال کا ہو گیا تو ظاہر ہے اس کے والدین کی عمر ساٹھ سال سے اوپر ہی ہو گی۔ اسی طرح عورت کی بھی ذمہ داریاں چھوٹے بچوں کی وجہ سے گھر میں بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور باپ کی بھی کمائی کی وجہ سے ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ تو پھر ان کو اس وقت

رَبِّ أَوۡزِعۡنِيٓ أَنۡ أَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَيَّ

خصوصاوالدین کے لیے دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انسان اپنی شدید مصروفیات میں کہیں نہ کہیں اپنے والدین کے حق میں کمی کر بیٹھتا ہے۔ تو والدین کے لیے دعا کرے اور انکے لیے احسان کے جو بھی طریقے ہو سکتے ہیں:

ان پر مال خرچ کرنا یا ان کی خدمت کرنا یا انکو خوش کرنے والے کام کرنا۔ ان میں سے جو بھی وہ کام کر سکے۔

ایک چھوٹی سی کتاب ہے **'والدین ہماری جنت'**۔ اس میں کئی طریقے بتائے گئے ہیں۔

اگر دنیا میں ہیں یا نہیں ہیں تو انکی طرف سے صدقہ کرنا۔ جب آپ اپنے لیے صدقہ کرتے ہیں تو نیت کر لیا کریں کہ یا اللہ یہ میرے والدین کی طرف سے بھی ہے اور فوت شدہ رشتہ داروں کی طرف سے بھی۔ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے تو کوئی مشکل نہیں کہ وہ اجر کو multiply کر کے سب ہی کو اس کا اجر دے دے۔ اس سے آپ کی نیکی میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے گا کیونکہ والدین کے ساتھ نیکی جنت میں لے جانے کا باعث ہے۔

✷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا (یعنی یہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے ہیں) کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں۔ تو وہاں مجھے ایک قاری کی تلاوت کی آواز سنائی دی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی نیکی ہے، یہی نیکی ہے۔ حارثہ بن نعمان رضی اللہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت حسنِ سلوک کرتے تھے۔

اور والدین بھی اگر نیک ہوں (جیسے دعا میں ہے)

أَنْعَمْتَ عَلَيَّ: کہ مجھ پر جو انعام کیا اور مجھے نیکی کی توفیق دی۔

وَعَلَىٰ وَٰلِدَيَّ: اور میرے والدین کو نیکی کی توفیق دی۔

تو والدین کی نیکی سے اولاد بھی فائدہ اٹھاتی ہے اور جو والدین کے اوپر جو انعامات ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ بچوں تک پہنچتے ہیں اور خصوصا دین کی نعمت۔

سورۃ الکھف میں میں بتا چکی ہوں کہ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا کہ ان بچوں کا والد نیک تھا۔ تو والدین کا علم رکھنا اور ان کا باعمل ہونا یہ ان کی اولاد کے نیک ہونے میں سے ایک سبب ہے۔ کُلی نہیں۔۔ ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ والدین نیک تھے لیکن بچے نیک نہیں ہوئے۔ مگر عمومی طور پر exceptional cases تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔ عمومی طور پر اگر والدین نیک ہوں، عبادت گزار ہوں، صدقہ خیرات کرنے والے ہوں تو ان نیکیوں کے اثرات بچوں پر بھی آتے ہیں۔

ایسی شخصیات جن کا یہ طریقہ زندگی ہے، انکے نیک اعمال قبول ہو جاتے ہیں، اور ان کی برائیوں سے در گزر کر جاتے ہیں۔

❖ آیت 17

یعنی کچھ نیک والدین کے بچے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ خود نیک ہوتے ہیں۔ دین پر ہوتے ہیں۔ اور بچوں کو بھی ایمان لانے کے لیے کہتے ہیں لیکن ماحول کے اثرات کی وجہ سے وہ اللہ پر ایمان اور آخرت پر ایمان سے بہت دور نکل جاتے ہیں۔

❖ آیت 19

یعنی جنت کے سو درجے ہیں اور ہر ایک کا الگ درجہ ہو گا اور درجہ کس کے مطابق بنے گا؟ عمل کے مطابق۔

❖ آیت20

صحابہ کرام نیکیوں کا دنیا میں بدلہ ملنے پر بہت ڈرا کرتے تھے۔ عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا۔ وہ روزے سے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ شہید کیے گئے۔ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ انہیں جس چادر کا کفن دیا گیا، اُس سے ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے۔ پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ پھر ہمارے لیے دنیا کشادہ کر دی گئی۔ ہمیں تو یہ ڈر ہے کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں نہ دے دیا جائے۔ اس کے بعد آپ رو پڑے اور کھانا بھی نہ کھایا اگرچہ آپ روزے سے تھے۔

❖ آیت21

اسی سے سورۃ کا نام احقاف ہے۔

❖ آیت24

یعنی ایسی آگ تھی کہ جس میں دردناک عذاب تھا۔

❖ آیت29

کیسی نیک روحیں تھیں کہ بہت بڑی تعلیم اور تربیت کے بغیر ہی جوں ہی قرآن سے پہلا interaction ہوا قرآن کا ادب کیا اور قرآن سننے کا مطلب بھی سمجھ گئے کہ یہ کیوں پڑھا جاتا ہے سنا جاتا ہے تو پہلا کام انہوں نے کیا کیا؟

جب وہ پہنچے جہاں قرآن پڑھا جا رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ قرآن کو غور سے سنو، خاموش رہو۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اوقات تراویح ہو رہی ہوتی ہے اور امام صاحب اپنی پوری قوت سے پڑھا رہے ہوتے ہیں اور پیچھے سے لوگ باتیں کیے چلے جا رہے ہوتے ہیں اس قدر افسوس ہوتا ہے، کیونکہ اس سے امام کے بھی بھولنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور دوسرا مقتدیوں کی concentration ہی نہیں ہوتی، اگر آپ کو مسجد جا کر نماز نہیں پڑھنی تو پھر آپ وہاں گئے کیوں ہیں؟ اور اگر آپ کو کسی کا انتظار کرنا ہے یا آپ اس لیے آگئے کہ چلیے نماز نہیں بھی پڑھنی تو قرآن سن لیتے ہیں تو پھر قرآن سنیئے۔ یہ نہیں کہ بچوں کے ساتھ آپ مشغول رہیں، ان کے ساتھ باتیں کریں اور آپس میں ہنسی مذاق ہو رہا ہو یعنی دو رکعتیں ختم نہیں ہوتیں تو نماز کے بعد ہونا کیا چاہیے؟ کہ دو رکعتوں میں خوب دعائیں کر لیں تاکہ آپ کی دعائیں قبول ہو جائیں دو نمازوں کے بیچ کا وقفہ ہے بڑا ہی قیمتی وقفہ، اس میں فوراً باتیں شروع کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ہنسنا شروع کر دیتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے پکنک پر آئے ہوئے ہیں تو مسجد کا بھی احترام ہوتا ہے، قرآن کا بھی احترام ہوتا ہے، نماز کا احترام ہوتا ہے اگر ضروری کوئی بات کرنی پڑے تو whisper کر لیں بعض اوقات کوئی ضروری چیز آ ہی جاتی ہے ذہن میں اور وہ ضروری ہوتی ہے اس وقت کرنی لیکن اپنی آوازیں بلند کر دینا امام کی آواز سے، یا ایک عجب ماحول Create کر دینا، یہ مسجد کے، قرآن کے آداب کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے پھر قرآن ہمارے دلوں میں بھی نہیں اترتا اور ہم پر اثر بھی نہیں کرتا اور جب اندر نہیں اترتا تو پھر دینے کے قابل بھی نہیں ہوتے۔

لیکن یہاں جنات نے چونکہ غور سے سنا تو انہوں نے کیا کیا؟

کہ جب واپس گئے اپنی قوم کے پاس وَلَّوۡاْ إِلَىٰ قَوۡمِهِم مُّنذِرِينَ تو انہوں نے اپنی قوم کو جا کر خبر دار کیا کہ دیکھو ہم نے ایسا قرآن سنا ہے اس کی یہ تعلیمات ہیں اور یہ بلکل وہی میسج ہے جو سورۃ التوبۃ122 میں ہے

لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوۡمَهُمۡ إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُونَ

مسلمانوں کی ہر جماعت میں سے کچھ لوگ نکل کے آنے چاہیئں تا کہ وہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں واپس جا کر اپنے لوگوں کو خبر دار کریں۔

ایک اور بات جو یہاں سے پتا چلتی ہے کہ جنوں میں داعی تو آئے ہیں اللہ کی طرف دعوت دینے والے، لیکن پیغمبروں کا نہیں پتا چلتا کہ کوئی رسول بھی ان کے اندر ہو جو رسول انسانوں کی طرف آئے وہ ہی جنات کی طرف بھی تھے اور نبی ﷺ کو بطور خاص جنوں کو قرآن سنانے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔

✶ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں جنوں کو قرآن پڑھ کر سناؤں آپ نے پوچھا تم میں سے کون میرے پیچھے آئے گا؟ تو لوگوں نے سر جھکا لیا تو شاید سب ڈر گئے کہ جنوں کے پاس کیسے جائیں تو آپ نے تین بار یہی بات کہی تو لوگ اٹھنے کو تیار نہیں ہوئے۔ تو ایک آدمی نے کہا اللہ کے رسول ﷺ بے شک آپ پہل کرنے والے ہیں یعنی آپ چلیے تو پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ گے تو پھر وہ ایک پہاڑ کی گھاٹی میں داخل ہوئے جس کو شہر الحُجُون کہا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آس پاس ایک حلقہ یعنی کہ خیالی حلقہ کھینچ دیا، دائرہ کھینچا اور آپ کو کہا کہ آپ اس دائرے سے باہر نہ نکلیں تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ جنات میرے اوپر اترنے لگے اور مجھے گدھوں کی مانند لشکر کی صورت میں کچھ چلتا ہوا دکھائی دیا میں نے ملی جلی آوازوں کا بہت شور سنا تو مجھے نبی ﷺ کے بارے میں خوف لاحق ہوا پھر آپ ﷺ نے قرآن کی تلاوت کی۔ جب اللہ کے نبی واپس آئے تو میں نے کہا اللہ کے نبی وہ آوازوں کا شور کیسا تھا جو میں نے سنا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ ایک مقتول آدمی کے سلسلے میں میرے پاس اکٹھے ہوئے تھے، جو ان میں قتل ہو گیا تھا، تو میں نے ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا۔

✶ اسی طرح جنات کا ایک داعی آپ کے پاس آیا، آپ ﷺ کو ساتھ لے کر گیا اور آپ نے پھر قرآن سنایا، اس کی بھی کافی تفصیلات ملتی ہیں ابھی وقت نہیں ہے کہ آپ کو سنائی جائیں لیکن یہ کہ آج بھی بعض اوقات ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جنات کسی عالم کو یا کسی بزرگ کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اپنی وادیوں میں، بستیوں میں اور ان سے تبلیغ کرواتے ہیں یہ first hand کسی نے معلومات دیں تھیں مجھے۔

❖ آیت30

یعنی تورات کے بعد انجیل کا انہیں پتا نہیں چلا اور قرآن کا پتا چلا۔

سورۃ محمد

❖ آیت1

یعنی مشرکین مکہ جیسے مسجد حرام کو آباد کرتے تھے، حاجیوں کو کھانا کھلاتے، پانی پلاتے، صلہ رحمی کرتے، مہمان نوازی بہت کرتے تو ان کے یہ سارے عمل کی اب اُن کو کوئی جزا نہیں ملے گی۔ ان کے اعمال اب ضائع ہو گئے۔

❖ آیت2

یعنی انہی میں سے قریش میں سے ہی جو لوگ ایمان لے آئے تھے تو پھر اللہ نے ان کی برائیاں دور کر دی اوران کا حال درست کر دیااور ان کے لیے پھر آگے بھی انجام اچھاہو گا۔لیکن یہ بات عمومی طور پر بھی ہے کہ کفر کے ساتھ کی گئی نیکیاں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ جب آپ اللہ کے لیے ہی نہیں کر رہے اور آخرت کی جزا کے لیے نہیں کر رہے تو پھر آپ کو وہاں کیوں کچھ ملے۔

❖ آیت3

یعنی ان کی کیا حقیقت ہے کیا پوزیشن ہے ؟وہ ان پر واضح کر دیتا ہے۔

❖ آیت4

جیسے جنگ بدر میں ہوا تھا کہ ان سے فدیہ لیا گیا تھا۔یعنی مسلمانوں میں سے جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے اللہ ان کے اعمال کو ہر گز ضائع نہیں کرے گا

❖ آیت6

مومن جنت میں اپنی منزل اپنے مقام اپنے گھر کو بہت اچھی طرح پہچانتا ہے یعنی قیامت کے دن جب وہ جنت میں بھیجے جائیں گے تو جو مخصوص جنت ان کے لیے جس لیول پر ہو گی جس درجے کی ہو گی اس تک ایسے پہنچ جائیں گے کہ جیسے دنیا میں کوئی اپنے گھر پہنچتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ آسانی سے۔یعنی نہ ہی وہ کسی سے رستہ پوچھیں گے اور نہ ہی کوئی انہیں کوئی بھول چوک ہو گی کہ یہاں سے turn لینا ہے یا وہاں سے لینا ہے اور یوں محسوس ہو گا جیسے وہ یہیں کہ رہنے والے تھے یہیں سے belong کرتے تھے ان کے وہ سب چیزیں بہت familiar ہونگی تو مومن جنت میں اپنے گھر اپنی بیوی،اپنے خادم،سب کی طرف ایسے رہنمائی پائے گا جیسے دنیا میں اپنے ان سب رشتوں کو پہچانتا تھا۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ان میں سے ہر شخص اپنے جنت کے گھر کو اپنی دنیا کے گھر سے بھی بہتر طور پر پہچانے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مجھے امید ہے کہ تم اپنی نیک اولاد سمیت جنت میں داخل ہونے سے پہلے وہاں اپنی رہائش گاہیں بنوالو گے۔

اب سوال یہ پیدا ہو تا ہے کہ وہ کونسے کام ہم کریں جس سے جنت میں داخل ہو سکیں؟

تو سب سے پہلے تو ایمان ہی ہے اور پھر عمل صالح بہت دفعہ یہ آتا ہے۔**کیا ہے یہ عمل صالح؟**

سب سے پہلی چیز اس میں نماز آتی ہے نماز۔

لیکن افسوس یہ کہ ہم فرض نماز بھی کس مشکل سے پڑھتے ہیں اور سنت تو ایسے چھوڑتے ہیں کہ جیسے وہ exist ہی نہیں کرتی اور افسوس یہ ہے کہ رمضان میں بھی سنت نہیں پڑھ رہے افطار ہو رہے ہیں،پارٹیاں ہو رہی ہیں اس چیز کی طرف بھاگ دوڑ کر رہے ہیں،سلام پھیرتے ہی جلدی جلدی کھانے پینے کی بھاگ دوڑ لگ جاتی ہے اس سے بہتر تھا کہ آپ اپنے گھر میں آرام سے بیٹھتے اور آپ سنت بھی ادا کرتے۔یعنی عام طور پر مساجد کا یہ حال ہو گیا ہے سلام پھیرتے ہی نہ ذکر نہ اذکار اور فورا کھانے کی طرف دوڑ پڑے اور سنتیں بھی چھوڑ دیں۔

جب کہ دن میں بارہ رکعت سنت پڑھنے سے جنت میں گھر ملتا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن میں بارہ رکعتیں ادا کرے اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا، 4 رکعتیں ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، دو فجر سے پہلے۔

✷ اسی طرح چاشت کی چار رکعتیں ظہر سے پہلے پڑھنا بھی جنت میں لے جانے کا باعث ہے۔

✷ پھر اسی طرح مسجد بنانا، مسجد کی تعمیر کرنا خواہ وہ چھوٹی سی کیوں نہ ہو۔

تو زندگی میں اپنے مال کا کچھ نہ کچھ حصہ اللہ کے گھروں کے لیے ضرور رکھیں۔ بعض اوقات تعمیر کرنا ہوتا ہے بعض اوقات ان کو چلانے کے لیے ان کے جو روزمرہ کے اخراجات ہوتے ہیں اب مثلاً بجلی کا خرچ ہے heating کا خرچ ہے پانی کا ہے، ان سب چیزوں کے اخراجات کہاں سے چلتے ہیں، یہ مسلمانوں کے دیے ہوئے صدقات ہی ہوتے ہیں جو اللہ کی راہ میں وہ دیتے ہیں جس سے یہ مسجدیں آباد ہوتی ہیں، تو اس لیے تعمیر میں چاہے ایک اینٹ لگوا دیں کہیں بھی اس کا بھی اہتمام کریں لیکن جب وہ اینٹ لگ جائے، مسجد بن جائے کھڑی ہو جائے تو اس کو آباد کریں یہ بھی عمل صالح میں سے بہت بڑا عمل ہے نماز پڑھنے کے لیے آئیں اس کی آبادی بڑھانے کے لیے آئیں اور اس کو صاف ستھرا رکھیں اس کو خوبصورت بنائیں اس کو نماز پڑھنے والوں کے لیے تیار رکھیں۔

✷ پھر اسی طرح سورۃ اخلاص پڑھنا ذکر اذکار کرنا۔

اللہ کی خاطر کسی سے ملاقات کرنا، یعنی کسی احسان کا بدلہ چکانے کے لیے نہیں کسی لالچ میں نہیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے لیے کسی بیمار کی عیادت یا اپنے دینی بھائی سے ملاقات کرنے جاتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا اعلان کرتا ہے تم بھی پاک ہوئے اور تمہارا چلنا بھی پاک ہے تم نے جنت میں ایک گھر بنا لیا۔

یعنی بیمار کی عیادت اتنی بڑی نیکی ہے پھر اس میں آپ دیکھیے کہ کتنے ہی بیمار ہسپتالوں میں، میں ایسے ہیں کہ جن کا کوئی والی وارث نہیں، کوئی رشتہ دار نہیں، کوئی دور پار کا نہیں تو ایسی جگہوں پر volunteer بھی کیا جا سکتا ہے، طریقے معلوم کیے جا سکتے ہیں once in a while جا کر انکو وزٹ کر کے time spend ہے گھروں میں بوڑھے لوگ بیٹھے ہیں اور ایسے نیکی کے کئی کام ہیں جن کو آپ سوچ سکتے ہیں۔

تو اپنے اوقات میں سے کوئی وقت نکال کے صرف اللہ کی خاطر یہ نہیں کہ کہیں اپنی credibility بنانے کے لیے نمبر بڑھانے کے لیے انسان ایسے کام کرے، صرف اللہ کی خاطر اور اس میں پھر یہ ہو گا کہ انسان کی عبادات متاثر نہیں ہوتیں۔

اپنی عبادت بھی کریں، اپنے دین کی خدمت کریں، دین کی تعلیم حاصل کریں اور آگے دیں، دوسروں کی خدمت کریں جو اللہ نے آپ کو صلاحتیں دے رکھی ہیں ان کے ذریعے دین کی خدمت کریں۔

مثلاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو ٹیکنالوجی کا علم دیا ہے تو اس ٹیکنالوجی سے دین کی خدمت کریں volunteer کریں اسی طرح باقی چیزیں بھی۔

اور پھر یہ جو خاص بات ہے کہ اللہ کی خاطر جانا یہ بہت اہم ہے، یہ ذہن میں ہونی چاہیے کیونکہ بعض اوقات آپ کسی مریض کے پاس جاتے ہیں تو پھر تو وہ آپ کو الٹا سناتا ہے اور کڑوی کسیلی باتیں کرتے ہیں یاد آ گیا تمہیں آگے تم، ابھی یاد آیا وغیرہ وغیرہ۔

تو پھر انسان ڈر تا ہے اور کنارہ کشی کر تا ہے کہ بہتر ہے کہ میں نہ ہی جاؤں مجھے پھر وہی سننا پڑے گا تو اس کے لیے اگر آپ mentally تیار ہو جائیں کہ یہ تو سننا ہی ہے so what سننا ہی ہے تو سننا چھوڑو لیکن میں نے نیکی تو تھوڑی چھوڑنی ہے، تو اس طرح انسان کا حوصلہ بڑھتا ہے کہ میں نے اللہ کے لیے جانا ہے وہ چند باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیں دل میں نہ جمائی جائیں کیونکہ اس بچارے کی حالت ایسی ہے اگر ہم بھی اللہ نہ کرے اس حالت میں ہوں تو ہم اس سے کہیں worst ہی ہوں یعنی ہم دوسروں کے اوپر تو جلدی تنقید کر لیتے ہیں جب اپنے باری آتی ہے کوئی reaction کی تو بعض اوقات ہمارے reaction سب سے زیادہ worst ہوتے ہیں۔

پھر اسی طرح صفوں کو پُر کرنا جنت میں لے جانے کا باعث ہے۔ صفیں پُر کرنا اس میں ہم بہت کوتاہی کرتے ہیں یہ دھیان نہیں رکھتے کہ دائیں بائیں کیا ہو رہا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شگاف کو پُر کرتا ہے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے اور اس کے ذریعے اس کا درجہ بلند کرتے ہیں۔

کیونکہ ہم عمل صالح کی بات کر رہے ہیں تو بعض اوقات ہم عمل صالح صرف حج یا عمرہ یا حرم جانے کو سمجھتے ہیں کہ وہ زیادہ عمل صالح ہے لیکن اگر ہم صف میں کھڑے ہیں کسی عام مسجد میں اور اس میں gap fill کر رہے ہیں تو شاید یہ عمل صالح نہیں ہے اگر ہم اللہ کی خاطر اس gap کو fill کر رہے ہیں تو یہ بھی جنت میں لے جا سکتا ہے۔

پھر اسی طرح اللہ کی خاطر جھگڑا چھوڑ دینا، اپنے حق سے دستبردار ہو جانا۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ذمہ دار ہوں ایک محل کا جنت کی ایک جانب میں اس شخص کے لیے جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو اور ایک محل کا جنت کے درمیان میں اس شخص کے لیے جو جھوٹ چھوڑ دے اگرچہ مذاق میں ہو اور جنت کی اعلیٰ منزلوں میں ایک محل کا اس شخص کے لیے جو اپنے اخلاق کو عمدہ بنا لے۔

❖ آیت 7

یعنی دین پر جما کر رکھے گا یعنی اگر تم اپنی جان سے، مال سے، صلاحیتوں سے، اوقات سے اللہ کے دین کی خدمت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دین پر جمائے رکھے گا پھر ان شاء اللہ خاتمہ بخیر ہو گا۔

- ❖ **آیت 8** کفر کے ساتھ نیک اعمال قبول نہیں ہوتے۔
- ❖ **آیت 9** اللہ کی باتیں انہیں پسند نہ آئیں۔

یاد رکھیے

کفر صرف یہ نہیں ہوتا کہ میں اللہ کو نہیں مانتا، یہ بھی کفر میں آجاتا ہے کہ مانتا تو ہوں لیکن یہ کیا ہے قرآن میں، ایسا کیوں ہے؟ اور ویسا کیوں ہے؟ یعنی ان احکامات کے ساتھ بغض رکھنا جو اللہ نے نازل کیے اور ان کو ناپسند کرنا۔ یہ بھی اعمال کو ضائع کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔

❖ آیت 12

یعنی جس طرح چوپاؤں کو صرف کھانے سے دلچسپی ہوتی ہے تو جو لوگ دنیا کے لیے جیتے ہیں پھر وہ دنیا کے عیش و عشرت اور دنیا کے مزے اور ان میں سب سے بڑا

مزہ کھانے کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔یعنی ان کا پیٹوں اور شرم گاہوں کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا اور کل آنے والے دن میں جو کچھ ہو گا اس سے وہ غافل ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ مومن دنیا سے زادِ راہ لیتا ہے یعنی دنیا کی زندگی سے اپنی ضرورت کے تحت چیزیں استعمال کرتا ہے۔

اور منافق مزین ہوتا ہے یعنی وہ اپنے آپ کو ہر وقت beautify کرنے اور ڈیکوریٹ کرنے کے پیچھے لگا رہتا ہے۔

اور کافر عیش کرتا ہے۔

یعنی ہر ایک کا درجہ ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ اگر اللہ کا حق اور بندوں کا حق دینے والے ہو جائیں تو پھر اس کے بعد آپ کے پاس اتنا وقت نہیں بچتا کہ آپ اپنے آپ کو یا اپنے گھر کو یا ہر چیز کو صرف سجاتے ہی چلے جائیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔یعنی خوب پیٹ بھر کر کھاتا اور پیتا ہے۔

اور زیادہ کھانے والے کا انجام اچھا نہیں۔

✷ ایک شخص نے نبی ﷺ کے سامنے ڈکار لی آپ نے فرمایا اپنی ڈکار کو ہم سے دور رکھو کیونکہ دنیا میں زیادہ پیٹ بھر کر کھانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکے رہیں گے۔

تو اس لیے کھانا جب کھائیں تو تھوڑا بھوک رکھ کر کھائیں اور خصوصاً رمضان میں افطار کے وقت احتیاط سے کھائیں تاکہ آپ کی تراویح اچھی ہو سکے۔

❖ آیت15

ٹھہرا ہوا پانی پرانا ہو جاتا ہے تو جنت کی نہروں کا پانی پرانا نہیں ہو گا، دودھ بھی تھوڑی دیر رکھ دیں تو ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔

اور کچھ نہریں صاف شہد کی ہوں گی یعنی جن میں کوئی بھی میل کچیل نہیں ہو گا کوئی مکھیوں کے پر اور ٹوٹی ہوئی ٹانگیں وغیرہ نہیں ہو نگی۔

❖ آیت16

یعنی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو اس طرح سر ہلا ہلا کہ بتاتے ہیں کہ جیسے ہمیں سب سے زیادہ سمجھ میں آرہا ہو لیکن سمجھتے کچھ نہیں دھیان کہیں اور لگا ہوا ہے۔باہر جا کر پوچھتے ہیں آج بھلا اہم بات کونسی ہوئی تھی؟

خواہشات کے پیچھے لگے رہنا ہی دراصل انسان کو دین کے علم میں، سمجھ میں، اللہ اور اس کے رسول کی بات کی سمجھ میں پیچھے کر دیتا ہے۔

❖ آیت18

وہ تو بس جزا کا دن ہے پھر۔

❖ آیت19

جان لیجیے علم حاصل کیجئے۔

تو یہاں عمل سے پہلے علم کی بات ہوئی ہے۔

سفیان ابن عیینہ سے مروی ہے کہ ان سے علم کی فضیلت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اسکے virtues کیا ہیں؟

تو انہوں نے کہا کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جس کا آغاز ہی اللہ نے علم کے ساتھ کیا ہے فَٱعۡلَمۡ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۢبِكَ

اللہ نے عمل کا حکم علم کے بعد دیا اسی طرح فرمایا ٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَا ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَا لَعِبٌ (الحدید 20)

جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں۔

ایک اور جگہ پر فرمایا وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَآ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَأَوۡلَٰدُكُمۡ فِتۡنَةٞ (الانفال 28) جان لو تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَا غَنِمۡتُم مِّن شَيۡءٖ (الانفال 41) جان لو جو بھی تم غنیمت حاصل کرو۔

اور اسکے بعد تقسیم کا حکم دیا گیا ہے تو قرآن مجید میں بارہا ایسا فرمایا گیا کہ جس میں علم حاصل کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

عمل ہو نہیں سکتا، درست منزل تک آپ پہنچ نہیں سکتے کہ جب تک آپ کے پاس علم نہ ہو تو انسان کو کب تک علم حاصل کرنا چاہیے؟

بڑھاپے تک پھر بوڑھا ہو تو چھوڑ دے، ریٹائیرمنٹ قبر تک مرتے دم تک یعنی دعا کیا کریں کہ آخری وقت میں بھی ہمارے ہاتھ میں قرآن ہی ہو اور ہم اللہ کی عبادت میں ہوں اور نیکیوں کے کام کر رہے ہوں کیونکہ جو علم کے رستے پر ہو گا اس کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

تو یہ سب کچھ صرف رمضان کی حد تک نہیں ہونا چاہیے اسے زندگی کا ایک اصول بنالیں ٹھیک ہے رمضان میں concentration ہو جاتی ہے زیادہ time ہم اس کے لیے لگاتے ہیں اور دنیا کے کاموں کو کم کر دیتے ہیں لیکن رمضان کے بعد بھی باقی کاموں کے ساتھ ساتھ اس چیز کو پلے باندھ لینا چاہیے۔ اس میں کوتاہی نہ ہو اب سمر آرہا ہے نہ تو ایک اور آزمائش ہوتی ہے، سمر ہے روز باہر جانا دھوپ میں جانا، پکنک، پارٹی، پارک جانا پھر ان چیزوں کے لیے انسان اتنے اہتمام کرنے لگتا ہے کہ علم کی مجلسوں سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر پارک بھی جائیں تو پارک میں بھی علم کی مجلس ہو سکتی ہے ہر جگہ کے لیے اپنا ایک شعار بنالیں کہ جہاں بھی جانا ہے کچھ نہ کچھ اچھی بات سیکھنی اور سکھانی ہے۔

❖ آیت 22

رحم دو صورتوں میں ہوتا ہے ایک عام اور ایک خاص۔

عام رحم دینی رشتے داری ہے دینی تعلقات ہیں جن لوگوں سے آپ دین کی وجہ سے ملتے ہیں اس میں ایمان اور ایمان والوں کے ساتھ محبت کے لازم ہونے کی وجہ سے صلہ رحمی واجب ہوتی ہے۔ کہ انکی مدد کی جائے خیر خواہی کی جائے، تکلیف نہ دی جائے، عدل کیا جائے انکے حقوق بجالائے جائیں، انصاف کیا جائے ان کے درمیان، بیماروں کی عیادت کی جائے، مر جائیں تو غسل دیا جائے، جنازہ پڑھا جائے، دفن کیا جائے وغیرہ وغیرہ یہ عام رحم ہے۔

اور خاص رحم رشتے داروں کے معاملے میں رحم ہے، جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے بنتے ہیں یعنی ماں کے رشتے دار بھی اور باپ کے رشتے دار بھی۔ اور ان کے کچھ خاص حقوق ہوتے ہیں جیسے کچھ خرچہ دینا، انکی دیکھ بھال کرنا، مجبوریوں کے اوقات میں ان کا خیال رکھنا تو جب بہت سارے حقوق اکٹھے ہو جائیں تو سب سے قریبی رشتہ دار سے آغاز کرنا چاہیے۔

قطع رحمی کے نقصانات ہیں، یہ نہیں کہ ہم اگر رشتہ داریاں توڑتے ہیں تو اس کا نقصان نہیں، صرف کرنے کا ہی فائدہ ہے، نہیں نہ کریں تو نقصان بھی ہے.

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

بے شک بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کے اعمال قبول نہیں ہوتے اس کی نیکیاں رکھ دی جاتی ہیں۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے رشتوں سے کاٹا یا جھوٹی قسم اٹھائی وہ مرنے سے پہلے اس کا وبال دیکھے گا۔ استغفر اللہ۔

✷ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے (یعنی ناراضگی کے بعد تین دن تک خفا رہے) بس اس کے بعد جس نے تین دن سے زائد چھوڑ دیا اور اسی حالت میں مر گیا وہ آگ میں جائے گا۔

تو اس لیے یہ بغض اور دشمنیاں اور ناراضگیاں لمبی نہیں چلانی چاہیے۔

❖ آیت 23

ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ کیا غلط کر رہے ہیں۔ اسی لیے آپ دیکھیں کہ جو لوگ رشتوں کو کاٹتے ہیں ان کو جب کوئی اچھی بات بتائی جائے تو وہ اپنی اتنی حجتیں پیش کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو justify کر لیتے ہیں اور تعلقات اور حقوق ادا کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

❖ آیت 24

تو تالا لگا دل جو ہے وہ بند دروازے کی طرح ہے یعنی ان کے دل کے دروازے بند ہیں جس کو تالا لگا ہوا ہے جب تک تالا نہ کھولا جائے اس وقت تک دروازہ نہیں کھلتا ، دروازہ نہ کھلے تو انسان اندر نہیں جا سکتا۔ تو جن لوگوں کے دلوں پر تالے چڑھیں ہوئے ہیں انکے اندر ایمان اور قرآن داخل نہیں ہوتا حالانکہ جب قرآن دل میں آ جاتا ہے تو یہ دلوں کو کھول دیتا ہے اور عقل کو تیز کر دیتا ہے۔

✧ کعب کہتے ہیں قرآن کو لازم پکڑو کیونکہ قرآن عقل کی تیزی، حکمت کی روشنی اور علم کا سرچشمہ ہے اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں میں سب سے نئی کتاب ہے۔ اللہ نے تورات میں یہ بات فرمائی ہے کہ اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں تم پر جدید تورات نازل کروں گا جو نابینا آنکھوں، بہرے کانوں اور غفلت میں پڑے ہوئے دلوں کو کھول دے گی۔

تو قرآن سے ہی دل کھلتے ہیں اور اس میں ہماری weak ends پر جو کلاسز ہوتی ہیں قرآن تدبر کی وہ قرآن میں intense study ہوتی ہے جو جیسے رمضان میں آپ نے پڑھ لیا، رواں ترجمہ پڑھ لیا یا پھر تعلیم القران کورس ہوتا ہے جس میں آپ ذرا detail میں تفسیر پڑھتے ہیں پھر اس سے اگلے لیول پر تو جن لوگوں نے تعلیم القرآن کر لیا ہے میں انکے recommend کرونگی کہ وہ تدبر کے 20، 29، 28 کے لیکچر ضرور سنیں، ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ دل کی دنیا ہی اور ہو جاتی ہے کیونکہ جوں جوں انسان قرآن میں غور و فکر کرتا ہے تو اس کی کیفیات بدلنے لگتی ہیں کیونکہ دل میں کوئی بھی چیز جب آتی ہے تو کیفیت میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے، سوچ بدلتی ہے انسان کے عمل میں تبدیلی آتی ہے۔

❖ آیت 25

یعنی کچھ لوگ ہیں جو ہدایت کو سمجھتے ہیں اچھی طرح لیکن پھر وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور شیطان ان کو اسی میں آگے بڑھاتا جاتا ہے اور ان کو خوش کرتا ہے کہ یہ تمہارا فیلڈ بہت اچھا ہے۔

❖ آیت 26

اللہ نے ان منافقین یعنی یہود سے کہا۔

❖ آیت28

یہ دیکھیے کہ اس سورۃ میں بار بار اعمال کے ضائع ہونے کی بات ہے اب یہ قرآن میں غور و فکر اور تدبر سے ہی پتا چلتا ہے کن کن چیزوں سے، سوچوں سے یا قول سے یا عمل سے انسان کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں؟

❖ آیت33

کیونکہ بعض اوقات انسان کا کیا کرایا سب ضائع ہو جاتا ہے اور اس کو پتا بھی نہیں چلتا۔

اعمال ضائع ہونے کی صورتیں کیا ہیں؟

1۔ ایمان لانے کے بعد کفر کرنا۔

2۔ نیک اعمال کے بعد برے کام کرنا یعنی نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جب انسان کی آخری عمر میں نیکیوں کے بجائے برائیاں ہی ہوتی ہیں۔

3۔ اپنے اعمال کو ریاکاری اور خود پسندی کے ساتھ ضائع نہ کرو۔

4۔ اپنے اعمال کو اس صورت میں ضائع نہ کرو کہ ان کو مکمل کرنے سے پہلے ہی کاٹ دو، پورا ہی نہ کرو جیسے آپ نے ساری نماز پڑھی اور سلام پھیرے بغیر ہی اٹھ گئے تو کیا ہوا کچھ بھی نہ ملا زیرو ہو گئی۔

اسی طرح کوئی نیکی کا کام آپ شروع کرتے ہیں اور اس کو بیچ میں ہی چھوڑ کے چلے جاتے ہیں تو یہ چیز جو ہے یہ اعمال کو برباد کر دیتی ہے تو کیا کرایا بھی ضائع ہو جاتا ہے یعنی بعض اوقات دیکھیے کہ آپ آدھی ہنڈیا پکا کر چھوڑ دیں اور جب آپ دوبارہ پکانے لگتے ہیں تو اس کا وہ taste ہی نہیں آتا۔

5۔ اسی طرح بدعات اعمال کو برباد کرتی ہیں۔

✷ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جس نے ہمارے اس دین میں از خود کوئی نئی چیز پیدا کرلی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رَد ہے۔

❖ آیت37

قربانی کے وقت انسان کا اصل سامنے آتا ہے وہ جو دعوے کرتا ہے وہ کتنا سچا ہے؟ اس لیے اللہ تعالی آزماضرور لیتا ہے بندے کو۔

یعنی ہم کہتے ہیں ناہائے میرے پاس پیسے ہوں تو میں اللہ کی راہ میں ایسے اور ایسے خرچ کروں اور پھر اللہ تعالی بعض اوقات دیتا بھی ہے تو پھر اس وقت ہم کیا کرتے ہیں؟

اپنی وہ نیتیں کہاں چھوڑ دیتے ہیں۔ تو انسان پھر جو کہے وہ کر کے بھی دکھائے۔ یہی چیز انسان کو منافقت سے باہر نکالتی ہے۔

❖ آیت38

اب میرا نہیں خیال رمضان جس دن سے شروع ہوا ہے کوئی دن گیا ہو جب آپ کو نیکی کے، خیر کے، بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کی دعوت نہ دی گئی ہو۔

انسان کو اپنی اور ضرورتیں یاد آجاتی ہیں، اور ضرورتیں بھی ہوں لیکن انسان اس میں سے بھی تھوڑا سا نکال سکتا ہے۔

یعنی تم اللہ کے راستے میں مال خرچ نہیں کرتے، تم اللہ کے دین کی مدد کا کام نہیں کرتے تو اللہ تعالی اور لوگوں کو پیدا کر دے گا جو تم سے آگے نکل جائیں گے پھر ہم کہاں ہونگے۔

اس لیے دعا کرنی چاہیے

اللهم إستخدمني ولا تستبدلني

"اللہ مجھ سے ہی یہ خدمت کا کام لیتا رہے (مجھے ہی توفیق دے کہ میں تیری راہ میں خرچ کرتی رہوں) اور مجھ سے کسی اور کو تبدیل نہ کیجیے۔

یعنی یہ نہ ہو کہ مجھ سے آپ نیکی کا موقع لے لیں اور کوئی اور میری جگہ لے آئیں۔ ویسے تو انسان کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے، ہر ایک کا اپنا کام ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو میری صلاحتیں ہیں اس کے مطابق تو مجھ سے کام لیتا رہے۔ کیونکہ جب انسان اللہ کے کام میں تھکتا ہے یا تھک کر چھوڑ دیتا ہے یا بخل کرنے لگتا ہے کہ نہیں بس بس دل تنگ ہونے لگتا ہے۔

بخل کیا ہوتا ہے؟ دلوں کی تنگی۔

جب دل تنگ ہونے لگتا ہے کہ نہیں بس اب بہت ہو گئی تو پھر یہ ہے کہ وہ پھر اجر سے بھی تو رک جاتا ہے۔ جتنی دیر ہم کرتے رہتے ہیں اتنی دیر اجر بھی ملتا رہتا ہے اور جب ہم چھوڑتے ہیں اُدھر سے وہ بھی دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

تو آپ یوں ہی imagine کیا کریں کہ جیسے وہ river اور خیر کے projects ہیں تو river جو ہے وہ بہتا رہتا ہے چلتا رہتا ہے یعنی نیکی کے کام میں رکتا نہیں۔ کیونکہ جب river سوکھ جاتا ہے نہ ہی پھر اس سے فصلیں اگتی ہیں اور نہ ہی انسان اور جانور پانی پیتے ہیں۔

تو اسی لیے آپ جیسے pledge فارمز لے لیں اور monthly یا weekly یا annually کچھ نہ کچھ خیر کے کاموں میں حصہ ڈال لیں تو اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ انسان بعض اوقات خود کرنے لگتا ہے تو بھول بھی جاتا ہے لیکن اگر کوئی system سیٹ کر لیتا ہے تو پھر انسان خود نہیں بھولتا۔

یہ یاد رکھیے

پکی بات ہے، قسم کھا کر بتائی گئی ہے کہ "صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا"۔

جو خرچ کرتا ہے اللہ تعالی پیچھے اور لے آتا ہے تو ہو سکتا ہے اگر آپ اس طرح کی کوئی commitment کریں تو اس سے فائدہ آپ کو یہ ہو کہ آپ کی نیت کی وجہ سے، جو آئندہ بھی آپ کرنے والے ہیں, آپ کی مصیبتیں اور بلائیں رک جائے کیونکہ ہمارے دعائیں اور صدقے اور نیک اعمال اوپر چڑھتے اور جب بلائیں اترتی ہیں تو وہ ان کو پیچھے دھکیل دیتے ہیں کہ تم نہیں اتر سکتے تو اللہ تعالی سے ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ ہمارے لیے بھی ایسے چشمے جاری کر دے جو کبھی نہ سوکھیں۔

جیسے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لئے چشمہ جاری کر دیا گیا اور بخل جو ہیں وہ انسان کی بدترین صفت ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آدمی میں سب سے بدترین چیز بے صبرے پن کے ساتھ بخل ہے اور حد سے زیادہ بزدل ہونا"

اللہ ان سب چیزوں سے ہمیں بچائے یعنی بے صبر اپن کہ چھوٹی سی تکلیف برداشت نہ ہو۔ بخل یعنی نیکی کے کام کے لئے چاہے وقت ہو، صلاحیتیں ہوں اور مال ہو دینے سے کترائے اور حد سے زیادہ بزدل کہ چھوٹی سی کوئی بات دیکھیں ہوتا یہ ہے کہ جب ہم دین کی طرف آتے ہیں تو کئی خطرات بھی ساتھ آتے ہیں کئی

threats بھی ہوتے ہیں تو انسان دیکھتا اچھا اس راستے میں threat ہے تو جیسے منافقین کرتے تھے تو پھر وہ کام چوری کرنے لگتے تھے تو انسان کو جب بھی وہ نیکی کا کوئی کام کرنے لگتا ہے۔

تو یاد رکھنا چاہیے کہ risk factor ساتھ ہی ہے شیطان کا بھی risk ہے، نیت کی خرابی کا risk بھی ہے، لوگوں کی تنقید کا بھی risk ہے، کوئی آپ پر باتیں بنائے گا کوئی آپ کو دھمکیاں دے گا اور جو جتنا زیادہ کرتا ہے اس کے لیے اتنے ہی مسائل بڑھتے چلے جاتے ہیں لیکن جب انسان ساتھ ساتھ صدقہ اور خیرات کرتا رہتا ہے تو اللہ کی مدد بھی اتنی آتی ہے۔"إِن تَنصُرُواْ ٱللَّهَ يَنصُرۡكُمۡ" اسی سورۃ میں آیا ہے۔

لیکن جب انسان بخل کرتا ہے تو اس کی وجہ سے مصیبتیں آتی ہیں۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ دینار اور درہم میں بخل کرنے لگیں, عمدہ اور بڑھیا چیزیں خریدنے لگیں (یعنی غریب پر تو خرچ نہ کریں اپنے ہی اوپر بار بار خرچ کرتے چلے جائیں) گائے کی دموں کی پیروی کرنے لگیں، جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیں، تو اللہ ان پر مصائب نازل کرے گا اور اس وقت تک انھیں دور نہیں کرے گا جب تک لوگ اپنے دین کی طرف واپس نہ آجائیں۔

تو اس میں خاص طور پر دین کی خدمت یا دین کو پھیلانے اور دین کو عام کرنے کی بات ہے اس کے لئے بھی انسان کو اپنے وقت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور نکالنا چاہیے اور اس میں صرف time management کی بات ہے کہ آپ اپنے اوقات کی تقسیم اگر کریں تو ساری چیزیں ہو جاتی ہیں گھر کے کام بھی ہو جاتے ہیں ذاتی ضروریات بھی ہو جاتی ہیں اور دین کا کام بھی ہو جاتا ہے یعنی کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو full time dedicated ہو کر کام کرتے ہیں لیکن سب کہ حالات اس کی اجازت نہیں دیتے، بچے ہیں چھوٹے، والدین ہیں بوڑھے یا کوئی اور اس طرح کی ضروریات مصروفیات ہیں تو ایسی صورت میں بھی انسان اپنے آپ کو صرف یہ نہ سمجھے کہ اب مجھے اللہ کے راستے میں کچھ بھی مال، وقت دینے کی ضرورت نہیں اگر جان نہیں دے سکتے تو مال دے سکتے ہیں اگر مال نہیں دے سکتے تو اپنی جسمانی خدمات دے سکتے ہیں۔

سورۃ الفتح

❖ آیت 1

یہ سورت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے ذوالقعدہ 6 ہجری میں اس وقت واپس تشریف لا رہے تھے جب مشرکین نے عمرہ ادا کرنے کے لیے مسجد حرام جانے سے آپ کو روک دیا تھا۔ وہ آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے پھر مصالحت اور معاہدے کی طرف مائل ہوئے کہ آپ اِس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آجائیں، تو صحابہ کی ایک جماعت نے اس بات کو سخت ناپسند کیا لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کر لیا اور اپنے قربانی کے جانوروں کو وہی نحر کر دیا جہاں آپ محصور تھے اور پھر آپ واپس تشریف لائے تو راستے میں اللہ تعالی نے یہ سورۃ نازل کی اور اگرچہ آپ عمرہ کیے بغیر آئے تھے اور ایسی شرائط پر صلح کر کے آئے تھے کہ جس پر صحابہ بہت پریشان تھے، ایک بہت بڑی آزمائش تھی لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے جب یہ سورت نازل کی تو اتنے positive انداز میں ساری situation کو بدل دیا کہ آپ سمجھتے ہیں یہ ہَزِیمت تھی یہ تو بہت بڑی فتح تھی اللہ کی طرف سے اسی لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آرہے تھے اور صحابہ پر غم اور پریشانی کے آثار تھے اور انہوں نے حدیبیہ میں ہی جانور ذبح کر دیے تھے تو اس موقع پر

جب سورۃ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا: مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے جان لیا کہ جو آپ کے ساتھ کیا گیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے تو پھر اللہ تعالی نے یہ آیات نازل کیں تو حدیبیہ سب سے "عظیم فتح قرار" دی جاتی ہے جس میں مسلمان اپنے حق سے پیچھے ہو گئے تھے۔

تو بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آپ کبھی کسی جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے کسی مسئلہ کے حل کے لیے خود پیچھے ہو جاتے ہیں کسی اور کو آگے کر دیتے ہیں تو وقتی طور پر تو انسان کے لیے بہت تکلیف کی بات ہوتی ہے، کسی کی اہمیت کو مان لینا کسی کو اس کا مقام دے دینا اس میں بعض اوقات انسان یہ سمجھتا ہے کہ میری تو اس میں ذلت ہے لیکن کئی دفعہ اسی سے ہی انسان اور زیادہ آگے بڑھ جاتا ہے۔

❖ آیت 2

اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کے لیے مغفرت کا وعدہ کر رکھا تھا لیکن اس کے باوجود آپ اپنے آپ کو عبادت میں تھکاتے تھے، اگر ہمیں آج کہا جائے کہ آپ کے سارے گناہ معاف ہیں اور جنت آپ کے لئے تو ہم کیا کریں گے؟ عبادت سے فارغ ہو کر دنیا میں لگ جائیں گے۔

✷ لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے کہ جنھوں نے ساری خوشخبریوں کے باوجود" أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا "کیا میں اللہ شکر ادا نہ کروں تو عبادت صرف فرض سمجھ کر نہ کیا کریں شکر کی ادائیگی کے طور پر بھی کیا کریں خاص طور پر جب تراویح پڑھتے ہیں تو شکر ادا کیا کریں کہ اللہ تعالی نے آپ کو صحت دی وقت دیا، سہولت دی، موقع دیا کہ آپ اللہ کے لیے کھڑے ہو سکتے ہیں چند منٹ۔

اللہ تیرا شکر ہے ہر روز شکر ادا کیا کریں تا کہ زندگی کے آخر تک کرتے چلے جائیں اور زندگی کے آخر تک بھی کرتے چلے جائیں کیونکہ انسان جوں جوں بوڑھا ہوتا جاتا ہے تو اس کو خوف اور گھبراہٹ ہونے لگتی ہے کہ پتا نہیں اب میں یہ عبادت کر سکوں گا یا نہیں قدم اٹھانے مشکل ہو جاتے ہیں تو قیام بھی مشکل ہو جاتے ہیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالی شکر کی وجہ سے توفیق دیتا رہے گا۔

❖ آیت 5 سب سے بڑی کامیابی اللہ کے نزدیک کیا ہے؟

جنت میں داخلہ

❖ آیت 6 یہاں عورتوں کا ذکر الگ الگ بھی آیا ہے۔

❖ آیت 7

سبحان اللہ! سارے تو اس کے آگے مسخر ہیں اس لیے کوئی کام مشکل ہو اس کو پکاریں کہ یا اللہ تیرے پاس تو لشکر ہیں یعنی ہم تو کمزور ہے لیکن تو سب کچھ کرنے والا ہے تو میرے لیے حالات میں آسانی پیدا کر دے۔

❖ آیت 8-9

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بتایا گیا اور اس کے بعد ہمیں کام بتایا گیا کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ کہ آپ کی مدد اور آپ کی عزت، احترام، آپ کی بڑائی بیان کرنا۔

بیعت ایک عہد ہوتا ہے commitment ہوتی ہے۔

❖ آیت15

اشارہ ہے غزوہ خیبر کی طرف جانے کا کہ اب یہ تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے۔

❖ آیت26

جو لوگ دین کے لیےsincereہوتے ہیں اللہ ان کو تقوی کی بات کا پابند رکھتا ہے، ان کو توفیق دیتا ہے کہ وہ اپنے منہ سے جو بات نکالیں وہ تقوی ہی پر مبنی ہو، ؟اس میںexaggerationنہ ہو اس میں کوئی جھوٹ نہ ہو اس میں کسی قسم کی کوئی خیانت نہ ہو۔

❖ آیت27

اس عمرے سے پہلے آپ کو خواب میں دکھایا گیا تھا کہ آپ مکہ گئے ہیں لیکن حدیبیہ ہی سے واپس آنا پڑا تو لوگوں کے دلوں میں وسوسے آنے لگے کہ آپ کا خواب تو وحی ہوتا ہے یہ کیا ہوا؟

تو اس پر انہیں تسلی دی گئی کہ یہ خواب پورا ہو گا۔

❖ آیت29

یعنی جب انہیں دیکھو گے عبادت میں ہی مصروف نظر آئیں گے۔

یہ بالکل درست بات ہے جو قرآن نے کہی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جو سیاہ سا گٹّا پڑ جاتا ہے وہ نشان ہے۔ جو شخص سجدوں کی کثرت کرتا ہے اس کے چہرے پر ایک خاص قسم کے روشنی ہوتی ہے اللہ کے آگے جھک جھک کر، یعنی ایک خاص سکینت اور ایک خاص اطمینان نظر آتا ہے۔

سورۃ الحجرات

❖ آیت1

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر، آپ کی حدیث پر اپنے عقل اور فہم اور اپنے فلسفہ بگھارنے سے منع کیا گیا ہے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صحابہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے سے منع کیا تو پھر کس کی مجال ہے کہ وہ آپ کی بات سے آگے بڑھ کر کوئی بات کرے اور اپنی بات کو زیادہ اہمیت دے۔

❖ آیت2

دو چیزیں ہیں یہاں، ایک تو یہ کہ آواز کا والیوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ ہو اور دوسرا یہ کہ آپ کی مجلس میں یا مسجد میں یا آپ کی موجودگی میں آپس میں ایک دوسرے کے اوپر آوازیں بلند نہ کرو شور نہ کرو۔

پیچھے سورۃ محمد میں اعمال کی بربادی کی تفصیل ہم نے پڑھی اس میں ایک اورaddition کر لیجئے۔

تو بعض علماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے علاوہ (یعنی آپ کی موجودگی میں) بعد میں آپ کے روضہ مبارک کے پاس آواز بلند کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جب لوگ مسجد نبوی کے پاس جاتے ہیں تو اس طرح بعض اوقات بھاگتے ہوئے، چیختے ہوئے لڑتے لڑاتے اور شور مچاتے اور وہاں بھی باتیں نہیں ختم ہوتیں۔ کوئی ادب نہیں، احترام نہیں، ذکر نہیں، درود شریف نہیں اور صرف ایک ہنگامہ برپا کیا ہوا ہے بس یہ کہ ہم اس جگہ پہنچ جائیں تو سمجھیں ہم جنتی ہو گئے۔ نہیں۔

ہر جگہ کے کچھ اصول اور قاعدے اور ضابطے ہوتے ہیں تو لہٰذا جب آپ کو اللہ تعالی جانا نصیب کرے تو سب سے زیادہ اس بات کا خیال رکھیے کہ کہیں میرا عمرہ، یہ عبادت اور مسجدوں کی طرف دوڑنا ضائع ہی نہ ہو جائے کہ میں یہاں اونچی آواز میں کسی کو پکار کے بھی کہوں کہ ادھر آؤ۔

سب سے زیادہ اس چیز کا خیال رکھنا کیونکہ نیکیاں کرنے کے علاوہ ان کو سنبھالنا بھی بڑا کام ہوتا ہے جیسے مال و دولت آپ کما لیتے ہیں تو اس کے بعد کیا کرنا ہوتا ہے اس کو ایسے ہی چھوڑ دینا ہوتا ہے کہ جو مرضی اٹھا کے لے جائے اس کو ضائع کرے۔ مال کما کے اس کو سنبھالتے ہیں حفاظت کرتے ہیں اس کی۔ اعمال کما کے بھی ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے اور ان میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور پھر اس کے بعد تیسرے درجے پر علماء نے یہ کہا ہے کہ جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی مجلس میں ہوں جہاں آپ کی احادیث پڑھی جا رہی ہوں یعنی قرآن تو ویسے ہی خاموشی سے سننا چاہیے جنوں نے سمجھ لیا تھا کہ خاموش ہو کر یہ قرآن سننا چاہیے تو اسی طرح حدیث کی مجلس میں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

بعض اوقات کیا ہوتا ہے مسجد میں تراویح ہوئی، دو تراویح کے بعد خاطرہ ہو رہا ہوتا ہے کئی مساجد میں ہوتا ہے پہلے ہوتا تھا اب کیا ہوتا ہے کہ امام صاحب یا جو بھی اسپیکر وہ بول رہا ہے، حدیث سنا رہا ہے اور لوگ باتوں پر باتیں کیے چلے جا رہے ہیں یہ بھی اس کے خلاف ہے، اس سے بھی اعمال ضائع ہو سکتے۔

حدیث سنانے والا کوئی بھی بھلے وہ آپ سے چھوٹا ہے آپ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے لیکن جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی بات کر رہا ہے تو چپ ہو جاؤ۔

اسی طرح جمعہ کے خطبے میں کسی کو یہ کہنا کہ چپ ہو جاؤ یہ بھی لغو بات ہے تو ہمارا دین ہمیں ایک ادب سکھاتا ہے اور اگر یہ ادب نہیں تو کیے کرائے پر پانی پھر رہا ہے۔ اذان ہو رہی ہے ہم شور مچا رہے ہیں، اسپیکر بول رہا ہے ہم شور مچا رہے ہیں، نہ دیکھتے ہیں کوئی عالم ہے، کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے۔ یہ کونسا دین ہے یہ کیا دین ہے؟

ہمارے دین کا امتیازی نشان ادب اور احترام ہے۔

ہمارا دین اس طرح کا آزادی والا نہیں کہ جس میں جس کو جو چاہے کہہ دو، کہنے کے بھی طریقے ہیں، بڑوں کا احترام ہے، والدین کا احترام ہے، استاد کا احترام ہے، علماء کا احترام ہے۔

تو اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اگر نبی کی مجلس میں آواز بلند کرنے کی اجازت نہیں تو علماء کی مجلس میں بھی آوازیں بلند نہیں کرنی چاہیے اور علماء کا بھی احترام کرنا چاہیے۔ یعنی علم والوں کا احترام ہمارے دین کا ایک حصہ ہے اس لیے ہمارے دین میں یہ کوئی خوبی نہیں کہ ٹیچر کو ٹیچر کہہ کے یا نام لے کر بلائے کہ جس سے وہ یہ سمجھے کہ میں بہت confident ہوں ٹھیک ہے کسی جگہ کا کوئی کلچر ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کے اندر بھی لحاظ ادب اور احترام بہت ضروری ہے۔

❖ آیت 3

تقوی یہاں سے ظاہر ہوتا ہے تقوی کی بڑی باتیں کرتے ہیں کہ متقین جنت میں ہونگے متقین کو یہ ملے گا تو کہاں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ متقی ہیں؟

جب وہ اس حکم پر عمل کرتے ہیں جو کہا گیا ہے، آواز پست رکھنے کو کہا گیا تو آوازیں پست رکھتے ہیں ان ہی کے دلوں میں تقویٰ ہے ان ہی کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

❖ آیت 4

یہ مدینہ والے تو نہیں کرتے تھے جو باہر سے قبائل وغیرہ آتے تھے وہ کرتے تھے۔

یہ سورۃ یاد رکھیے کہ بہت آخر میں نازل ہوئی، عام الوفود میں نازل ہوئی۔

جب بہت سے delegation آتے تھے اور وہ آتے تھے اور نہیں دیکھتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد سے اٹھے ہوئے ہیں اور پھر علم کی مجالس اور بہت سے کام کاج کر کے گھر تھوڑا قیلولہ کرنے کے لیے گئے ہیں وہ آکر آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر یا محمد اُخرُج اِلینا اس طرح کہہ کر پکارتے تھے تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کا بھی نوٹس لے لیا اور اس سے بھی منع کر دیا۔ فرمایا۔ یہ انتہائی ناسمجھی کی بات ہے۔

❖ آیت 6

یعنی صرف one sided بات سن کے کوئی بڑا action نہیں لینا چاہیے

تو فاسق آدمی جو ہوتا ہے اس کی خبر عام طور پر شک وشبہ پر مبنی ہوتی ہے اس لیے انسان کو اس کو کنفرم کرنا چاہیے۔

اللہ تعالی کے نزدیک یہ بہت عظیم گناہ ہے کہ کوئی ظن و تخمین کی بناء پر کسی انسان کے بارے میں بات کرے اور اسی طرح ہمارے دین میں ہر سنی سنائی بات کو آگے کرنا بھی منع ہے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَـٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا

جس بات کی تمہیں خبر نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو کیونکہ کان آنکھ دل ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دے۔ تو جھوٹ بولنا جھوٹی خبریں پھیلانا یہ بہت بڑا جرم ہے.

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات خواب دیکھا، دو آدمی میرے پاس آئے انہوں نے میرے ہاتھ تھام لیے اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے وہاں میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے جس سے وہ بیٹھے ہوئے آدمی کے جبڑے میں داخل کرتا ہے جس کو وہ چیرتا ہوا اس کی گدی تک اس کے گالوں کو لے جاتا ہے پھر دوسرے جبڑے کے ساتھ بھی یہی کرتا ہے پھر اتنے میں پہلا ٹھیک ہو جاتا ہے پھر اس کو پھر دوسرے کو۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے انھوں نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کو آپ نے دیکھا کہ جس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا یہ بڑا جھوٹا آدمی تھا، جھوٹی باتیں کرتا تھا جو اس سے نقل ہو کر تمام دنیا تک پہنچ جاتی تھیں۔

اب آپ سوچیے کہ آج کل میڈیا کے ذریعے ایک ایک جھوٹ جو کسی کی ذات کے بارے میں یا کسی کی خبر کے بارے میں پھیلا دیا جاتا ہے اس کا انجام کتنا برا ہے اس لیے قیامت کے دن تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

قیامت کے دن تک کونسا عذاب ہے جو بیچ میں دیا جا رہا ہے؟ یہ برزخ کا عذاب ہے یا قبر کا عذاب ہے۔

❖ آیت 7

یعنی ہر سنی سنائی پر کام شروع کر دیں۔

کہ جب دل میں ایمان ہوتا ہے نہ تو پھر اللہ کے بارے میں رسول ﷺ کے بارے میں بدگمانی نہیں آتی۔ یہی ایمان کی نشانی ہوتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے جس پرtrustہوتا ہے پھر اس کی بات بھی سمجھ میں آنے لگتی ہے اور پھر حق کے راستے پر استقامت اختیار کرنی چاہیے اسی سے انسان کو رُشد عطا ہوتی ہے اور ایمان سے مزین ہونے کی دعا کرنی چاہیے۔

اللَّهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ

اے اللہ ہمیں ایمان کی زینت سے مزین کر دے یعنی ایمان کے ساتھ خوب صورت بنادےbeautify کر دے اور ہمیں ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنادے۔

❖ آیت 9

یہاں صلح کروانے کی بات کی گئی ہے صلح کروانا اللہ کی پسند کا صدقہ ہے جو کوئی کرے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جس کے مصرف کو اللہ تعالی بہت پسند کرتے ہیں؟ تم لوگوں کے درمیان صلح کروادیا کرو, یہ ایسا صدقہ ہے کہ اللہ تعالی اس کے مصرف کو پسند کرتے ہیں۔ یعنی اس کے کرنے کو پسند کرتے ہیں۔

❖ آیت 10

یہاں سے پتہ چلتاہے کہ دینی بھائی چارہ نسبی بھائی چارہ سے زیادہ مضبوط ہے, خون کے رشتوں سے زیادہ مضبوط ہے ایمان کا رشتہ۔ اسی لئے مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی کہا گیا ہے اِخوَہ کہا گیا ہے۔

✷ ایک اور حدیث میں بھی آتا ہے: مومن مومن کا آئینہ ہے، مومن مومن کا بھائی ہے، اس کے مال کا نقصان ہوتا ہو تو بچاؤ کرتا ہے اس کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔ یعنی اسکے خلاف کوئی بات کرے تو وہdefend کرتا ہے۔

❖ آیت 11

عام طور پر لوگ کیوں کسی کا مذاق اڑاتے ہیں؟

بعض اوقاتinsecureہوتے ہیں دوسروں سے تو پہلے سے ہیattack کر دیتے ہیں مذاق اڑا کر، اسی طرح بعض اوقات لوگ زندگی میں خود ناکام ہوتے ہیں ان کو کسی کوcriticizeیاridicule کر کے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، اسی طرحlow self esteemہوتی ہے کچھ لوگوں کی جس کی وجہ سے وہextremely jealous ہوتے ہیں جو بھی کوئی آگے بڑھ رہا ہو وہ ان کا مذاق اُڑا کر انکوlet down کرنے کی کوشش کرتے ہیں کچھ لوگوں کے اندرinferiority complexہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کا مذاق اُڑا کر اپنے احساس کمتری کو ذراsatisfy کرتے ہیں تو یہاں ہمارے دین نے اس سے منع کر دیا کہ کوئی بھیreasonہو، for any reason کسی کا مذاق نہیں اُڑایا جاسکتا۔

◇ عمرو بن شُرحبیل کہتے ہیں کہ اگر میں کبھی کسی کو دیکھو کہ وہ بکری کا دودھ پی رہا ہے اور میں اس پر ہنسوں، (بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایسا کام کر رہا ہوتا ہے کہ آپکی نگاہ میں وہ بہت اچھا نہیں ہے) تو مجھے ڈر ہے کہ مجھ سے بھی وہ کام ہو جائے جو اس نے کیا ہے۔

تو پھر کوئی اور آپ پر ہنسے گا، اسی طرح کسی کے گرنے پر بھی ہنسنے کی ممانعت ہے۔

بعض اوقات کوئی پھسل جاتا ہے، کوئی گر پڑتا ہے، کوئی ٹھوکر کھا جاتا ہے تو لوگ ہنسنا شروع کر دیتے ہیں اس سے منع کیا گیا ہے۔

✷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایسے ہی کچھ نوجوان ہنس رہے تھے آپ نے پوچھا تو کہا فلاں آدمی خیمے کی رسی سے گر گیا ہے تو اس کی آنکھ یا گردن جاتے جاتے بچی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مت ہنسو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان کو کوئی کانٹا یا کانٹے سے بڑھ کر کوئی چیز لگ گئی تو اس کے بدلے اسکے لئے ایک درجہ لکھا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ اس کا گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

وہ گرا تو اس کے تو درجے بلند ہوئے اور تم اس پر ہنس رہے ہو۔

اور عموماً انسان دوسرے کو حقیر سمجھ کر اس پر ہنستا ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ انسان کے بدترین ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

وَلَا تَلۡمِزُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ

دوسروں کو طعنہ بھی نہیں دینا چاہیے۔ مومن بھائی کو طعنہ دینا دراصل خود کو طعنہ دینا ہے کیونکہ سب مومن ایک جسم کی مانند ہیں

✷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن طعنہ دینے والا نہیں ہوتا۔

کسی کو بدلے کے طور پر بھی طعنہ نہیں دینا چاہیے کیونکہ بعض اوقات کوئی آپ کو طعنہ دیتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ تم ہو گے، تم ایسے اور نعوذ باللہ تمہارے ماں باپ اور فلاں فلاں ایسے پھر اسی طرح ظلم میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔

اسی طرح دوسروں کے عیب نہیں تلاش کرنے چاہیے۔

✷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو، نہ ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور نہ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرو اور نہ ہی تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع کرے اور اللہ کے بندوں بھائی بھائی بن جاؤ۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا سود ہے کہ آدمی ناحق کسی مسلمان کی عزت سے کھیلے۔

❖ آیت 12

پھر فرمایا بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

تو دوسروں کے بارے میں بُرے گمان سے بچنا چاہیے۔

بعض اوقات کوئی ہمیں نصیحت کرتا ہے تو ہم اس کے بارے میں بھی بُرا گمان شروع کر دیتے ہیں کہ یہ اس وجہ سے مجھے کہہ رہا ہو گا تو یہ بھی بدگمانی ہے آپ کو کیا پتہ کہ کیوں کہہ رہا ہے۔

✷ فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت زیادہ جھوٹی بات ہے۔

✧ عبد اللہ کہتے ہیں کہ جس کی چوری ہو جائے وہ بد گمانی کی وجہ سے چور سے زیادہ گناہ گار ہو جاتا ہے۔

اِس نے کی ہو گی، اُس نے کی ہو گی ہر ایک کو مورد الزام ٹھہرا رہا ہوتا ہے۔

✧ تو اسی لیے ابو عالیہ کہتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ خادم کو مہر لگا کر چیز دیں۔

بند کر کے، پیک کر کے staple کر کے، گن کر دیں، ان کی عادت اچھی ہو یا نہ ہو ہم میں سے کسی کو بد گمانی نہ ہو کہ اس نے بیچ میں سے کچھ چُرا لیا۔

اسی طرح تجسس سے منع کیا گیا۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دوسرے کی بات سُننے کے لئے کان لگائے جو اُس کو پسند نہیں یا اُس سے بھاگتے ہیں کہ وہ اُن کے سامنے بات نہیں کرنا چاہے تو ایسے شخص کے کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہو اسیسہ ڈالا جائے گا۔

پھر اسی طرح کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ غیبت کیا ہوتا ہے؟

کسی کے پیٹھ پیچھے اُسکی برائی کرنا۔

اور غیبت کرنا کیا ہے؟ کہ ایسی بات کرنا جس کو وہ سننا ناپسند کرے چاہے اس کے دین میں ہو، اس کے جسم میں ہو، یا دنیا میں ہو، اس کے نفس، اس کی بناوٹ، اس کے اخلاق میں، اس کے مال میں، اس کی اولاد میں، اس کے والدین میں، اس کی بیوی، اس کے خادم میں، اس کے کپڑوں یا اس کی مسکراہٹ میں یا اس کے کسی گناہ میں اس کی خوشی میں ان سب چیزوں کے بارے میں negative بات کرنا کسی کی عدم موجودگی میں یہ سب غیبت میں شمار ہوتا ہے۔

اب مثلاً بعض اوقات ہم کہتے ہیں کہ فلاں کے غصہ سے تو اللہ کی پناہ، یہ بھی غیبت ہے یعنی آپ اسکو ایک طرح سے portray کر رہے ہیں کہ بہت ہی بُرا انسان ہے ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اچھا بھی کرتا ہو، آپ کو کیا پتا کہ اُس کا کیا مقام ہے۔

پھر اسی طرح غیبت وہی ہے جو عیب کسی کے اندر ہے اُس کا ذکر کرنا۔ جو عیب ہے ہی نہیں وہ تو بہتان ہو گیا۔

بے جا تبصرے کرنا۔

✷ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ جب تک اُسے کھلایا نہ جائے کھاتا نہیں جب تک سوار نہ کرو سوار نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں نے اُس کی غیبت کی صحابہ نے کہا اللہ کے رسول یہ باتیں تو وہی جو اس کے اندر ہیں آپ نے فرمایا: یہی تو غیبت ہے کہ تم اپنے بھائی کہ اس عیب کا ذکر کرو جو اُسکے اندر موجود ہے۔

اسی طرح کسی کی نقل اُتارنا

✷ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی علیہ وسلم کے سامنے کسی عورت کی نقل اُتاری تو آپ نے فرمایا: کہ تم نے اس کی غیبت کی ہے۔

یعنی کسی کی آواز کی یا کسی کے اسٹائل کی۔

پھر اسی طرح غیبت زبان سے بول کر بھی ہوتی ہے لکھ کر بھی ہوتی ہے آنکھ کے اشارے سے بھی، ہاتھ کے اشارے سے emoticon سے بھی ہوتی ہے یعنی آپ کسی کے جسم کے بارے میں تبصرہ کریں ایسا چُندی آنکھوں والا ہے، فلاں نمازوں میں بڑی سُستی کرتا ہے، فلاں ادب و آداب سے خالی ہے، فلاں فاسق ہے، فلاں بد اخلاق ہے، فلاں میلے کچیلے کپڑے پہنتا ہے، اس طرح غیبت نہ کرنی چاہئے نہ ہی سُننی چاہیے۔

✧ ابو قلابہ کہتے ہیں جب سے مجھے غیبت کا گناہ پتا چلا ہے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔

✧ میمون کسی کی غیبت کرنے نہیں دیتے تھے، کوئی ان کے پاس کرتا تھا تو اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔

✧ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگوں کے بارے میں باتیں کرنے سے بچو کیونکہ یہ ایک بیماری ہے، اللہ کا ذکر کرو کیونکہ اس میں شفا ہے۔ لوگوں کی باتیں نہ کرو اس میں کوئی نہ کوئی غیبت ہو جائے گی لیکن اللہ کا ذکر کرو گے تو تمہارے دل ٹھنڈے رہے گا۔

✧ عمر بن عبید سے کہا گیا کہ فلاں آدمی نے آپ کے بارے میں اتنی عیب جوئی کی کہ ہمیں آپ پر رحم آنے لگا تو انھوں نے کہا کہ اُس سے بچو اور اس پر رحم کھاؤ۔ یعنی اُسکو باتیں کرنے کا موقع نہ دو۔

❖ آیت 13

جو یہ اوپر والی ساری بُرائیوں سے بچتا ہو وہ متقی ہو گا۔

تو یہ ذات پات کے جو قصے ہیں اور قبیلوں اور کُنبوں کی وجہ سے فخر جتانا یہ بھی ناپسندیدہ ہے۔ عزت کسی خاص قبیلے یا clan سے ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی اللہ کے یہاں تقویٰ کی وجہ سے عزت ہوتی ہے۔

سورۃ ق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ کو فجر کی نماز میں پڑھا کرتے، جمعہ کے خطبہ میں اس کی قرآت کرتے تھے، عید کی نماز میں اس کی قرآت کرتے تھے۔ اس سے آپ اس سورۃ کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

❖ آیت 5

یعنی جب انسان حق کو چھوڑ دیتا ہے تو confusion کا شکار ہو جاتا ہے اس کا دین اس پر خلط ملط ہو جاتا ہے، اس کے معاملات confuse ہو جاتے ہیں اس لیے ایمان بڑا ضروری ہے، !اعتماد بہت ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے اب مجھے اس کو سمجھنے کی کوشش کرنی ہے نہ کہ مجھے انکے اوپر کوئی الزام دھرنا ہے۔

❖ آیت 9

تو اسی لئے کبھی اگر بارش کے چند قطرے کپڑے کے اوپر پڑ جائیں تو پریشان نہ ہوا کریں خوش ہوا کریں الا یہ کہ بہت ٹھنڈ ہو، کیونکہ اللہ نے اس پانی کو بہت بابرکت کہا ہے یہ بیماریوں کا علاج بھی ہو سکتا ہے۔

❖ آیت 10-11

اور کھجور کے بلند و بالا درخت بھی جن پر تہہ بہ تہہ خوشے لگتے ہیں یہ بندوں کے لئے رزق ہے اور پانی سے مردہ زمین زندہ کر دیتے ہیں تو جن کے دل مردہ ہو چکے ہو تو دلوں کی زمین کا سامان کریں۔

❖ آیت16

اللہ اکبر دلوں میں جو خیال آتا ہے وہ سب اللہ کو پتا چل جاتا ہے۔

وہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے یعنی کوئی ہمیں اس طرح نہیں جانتا جس طرح اللہ جانتا ہے اس لیے باتیں کر کر کے لوگوں کو اپنے بارے میں تسلی دلانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ کے سامنے سچا ہونے کی ضرورت ہے اللہ تعالی ظاہر و باطن میں ہماری نگرانی کر رہا ہے اسی لیے ہمیں ظاہر و باطن دونوں میں اللہ کا تقوی اختیار کرنا چاہئے اور فرشتوں کی نگرانی کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

❖ آیت18 ہر بات لکھی جاتی ہے۔

❖ آیت19

انسان موت کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا اور موت سے کوئی بچنے والا نہیں۔ ہم جتنا مرضی اس سے بھاگ لیں

قُلْ إِنَّ ٱلْمَوْتَ ٱلَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُۥ مُلَٰقِيكُمْ

جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ یقیناً تم سے ملنے والی ہے۔

لیکن یاد رکھیے کہ موت کی اپنی تکلیفیں بھی ہیں اس لئے خاص دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

❖ آیت26

اب آپ دیکھیں شرک اور شک کے علاوہ حد سے بڑھنا اور مال میں بخل کرنا یہ سب چیزیں جہنم میں لے جانے والی ہیں، اللہ ہمیں ان سے بچائے۔

❖ آیت30

استغفر اللہ۔ یعنی اس کثرت سے لوگوں کو اس میں پھینکا جائیگا، اللہ ہمیں اس سے بچائے۔

❖ آیت32

اواب کہتے ہیں اُس شخص کو جو نافرمانیاں چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کر لے، جو گناہ میں پڑ جاتا ہے مگر پھر وہ واپس آ جاتا ہے، رجع کا مطلب ہے واپس لوٹ آنا۔

اور اواب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ وہ ہے جو تسبیح پڑھتا ہے یہ اللہ کے اُس قول سے لیا گیا ہے

يَٰجِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُۥ وَٱلطَّيْرَ

اے پہاڑوں اس کے ساتھ تسبیح کو دہراؤ اور پرندے بھی۔

اسی طرح کہا گیا اواب وہ ہے جو تنہائیوں میں اللہ تعالی کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے، اکیلے میں اللہ کو یاد کرے اور پھر اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ سے توبہ استغفار کرے۔

✧ عُبید کہتے ہیں اواب وہ بندہ ہے جو کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو اس میں اللہ سے استغفار کرتا رہتا ہے۔

✧ اسی طرح اوَّاب وہ ہے جو مجلس سے اُٹھتے ہوئے خاتمہ مجلس کی دعا کہتا ہے

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلاَّ أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ اللہ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جو میں نے اپنی اس مجلس میں کیے۔

✧ اور اواب سے اوابین کی نماز بھی ہے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اواب کے سوا کوئی چاشت کی نماز کی حفاظت نہیں کرتا اور یہ اوابین کی نماز ہے۔

یعنی چار رکعت سورج نکلنے کے پندرہ منٹ بعد سے لے کر سورج ڈھلنے کے پندرہ منٹ پہلے تک اگر آپ نماز پڑھتے ہیں، اول میں پڑھیں تو اشراق کہلاتی ہے دھوپ نکلنے پر تیز ہونے پر پڑھیں تو چاشت کہلاتی ہے، صلوۃ الضحی بھی اسکو کہتے ہیں۔ تو جو اوابین ہوتے ہیں تو وہ اس نماز صلوۃ اوابین کی حفاظت کرتے ہیں۔

❖ آیت 35

وہ اللہ کا دیدار ہے۔

❖ آیت 37

کیا بات سنے کہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو کوئی بچا نہیں سکتا کہیں انسان پناہ نہیں لے سکتا۔

اور ایک اور بات یہ پتہ چلتی ہے کہ نصیحت اس کو فائدہ دیتی ہے جو دل لگا کر بات سنتا ہے جو کان لگا کر بات سنتا ہے اور جو حاضر دماغ ہوتا ہے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُۥ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى ٱلسَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ

❖ آیت 39

تسبیح کرنا قرآن کا حکم بھی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی تاکید کی ہے۔

اور یہ دو اوقات تسبیح کے ہیں جو ان میں تسبیح کر لیتا ہے وہ اس دن سب سے افضل اعمال لیکر آتا ہے الا یہ کہ کسی اور نے بھی اس جیسی تسبیح کی ہو۔

تو تسبیحات کی فضیلت آپکو بار بار بتائی جاتی رہی ہے۔

اللہ کے محبوب ترین کلمے ہیں ایک بار تسبیح پڑھنے سے زمین آسمان بھر جاتا ہے اور نیکیاں ملتی ہیں دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے ہزار نیکیاں ملتیں ہیں ہزار گناہ مٹتے ہیں۔

پھر اسی طرح جس نے سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے سبحان اللہ سو بار کہا تو یہ سو اونٹوں سے بہتر ہے۔

اس کے لئے یقین کریں کہ دو منٹ سے زیادہ شاید آپ کے نہ لگیں سبحان اللہ سو دفعہ چھوٹا عمل ہے اور بہت بڑی جزا ہے لیکن ہم اس وقت کاموں میں باتوں میں socializing میں اتنا مصروف ہوتے ہیں اب جیسے مسجدوں میں افطاریاں، پارٹیاں ہو رہی ہوتیں ہیں افطار سے پہلے کیا ہو رہا ہوتا ہے وہ ذکر اور تسبیح کا وقت ہے ٹھیک ہے کچھ لوگ serve کرنے کے لیے arrangements کر رہے ہوتے ہیں تھوڑے سے arrangements اور پہلے کر لیں وہ آخری چند گھڑیاں وہ totally سب مل کر بیٹھ کر سکینت کے ساتھ اللہ کے ذکر میں گزاریں کیونکہ یہ کمائی کے دن ہیں یعنی اگر دس منٹ پہلے کام شروع کر لیں تو دس منٹ پہلے فارغ بھی ہو جائینگے تو دس منٹ ہی دے دیں اور اس وقت اللہ کا ذکر اور تسبیح اور دعائیں کریں۔

❖ آیت40

یعنی نماز کے بعد بھی تسبیح کیجیئے یہ جو نماز کے بعد کی تسبیح کا فائدہ ہے، بہت زبردست ہے۔

طریق الی الجنہ کے کارڈ میں دیا گیا ہے یہ جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک ہے کہ 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 دفعہ الحمد للہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر کہہ کر پھر لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ پڑھیں تو کتنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے پوری حدیث لکھی ہوئی ہے وہاں سے دیکھ لیجئے۔

❖ آیت42

صور کی آواز کسی سے چھپی نہیں رہے گی یہ الارم نہیں جس کو آج آپ نے سنا نہیں تو اُٹھ نہیں پائے۔

❖ آیت45

ہر شخص کو جو عذاب سے ڈرتا ہو نصیحت اُسکو فائدہ دیگی۔

سورۃ الذاریات

❖ آیت1-4

کچھ ہواؤں نے ہلکی dust اٹھالی اور کچھ نے بھاری بادل اٹھالئے اور پھر ان کے جو آہستہ آہستہ چلتی ہیں، خراماں خراماں پھر انکی ایک ایک کر کے کام کو تقسیم کرنیوالی ہیں بارش کو کیونکہ وہ بادلوں کو خاص سَمت میں لے جاتی ہیں جہاں بارش برسنی ہو۔

❖ آیت6

یعنی جس رب نے ہوائیں بنائیں جو تمہیں دکھائی نہیں دیتیں لیکن انکے کام نظر آرہے ہیں تو وہی رب قیامت کے دن بھی تمہیں اٹھالے گا، قیامت کا دن ضرور واقع ہو گا۔

❖ آیت10 یعنی کہ جو قیامت کے دن کے بارے میں قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

❖ آیت15

آپ دیکھیں کوئی شخص آپ کو کچھ دیتا ہے تو آپ کو کچھ خوشی ہوتی ہے، کوئی اور دیتا ہے تو آپ کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اور رب جو خود دیگا تو کیا عالم ہو گا۔

❖ آیت16

محسنین کون ہوتے ہیں؟

جو رات کو کم ہی سویا کرتے ہیں اللہ اکبر, اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنالے جنکی راتیں عبادت میں گزرتی ہوں, ہمارے لئے ہماری تھوڑی نیند بھی پوری ہو جائے یعنی وہ اپنی نیند اور آرام پر عبادت کو ترجیح دیتے ہیں، قیام کی تکلیف کو برداشت کرتے ہیں، تھوڑا سا سوتے ہیں پھر عبادت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو اگر سارا سال نہیں تو کم از کم تراویح میں تو ضرور کر لیں, اللہ تعالی کیا پتا اس وجہ سے باقی سال بھی توفیق دے دے۔

داؤد علیہ السلام بہترین انداز میں رات کے اوقات کو manage کرتے تھے وہ آدھی رات تک سوتے پھر تہائی نماز پڑھتے پھر رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے تھے اور ایک دوسرے کو بھی اُٹھانا چاہیے۔ شوہر بیوی کو بیوی شوہر کو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے رحمت کی دعا کی ہے۔
بہر حال overall سونے اور جاگنے میں اعتدال اختیار کرنا چاہیے جو اس کتاب سے آپ کو کافی پتا چلا ہو گا اور اللہ تعالی نے بہت بر وقت اس کا انتخاب کروایا اور اس کو حفظ جان بنائیں بعد میں بھی بھول جائیں باتیں تو ان کو پڑھتے رہیں۔

❖ آیت 18

اس کا بھی آج کل موقع ہے سحری بناتے وقت بھی استغفار پڑھتے رہیں زیر لب۔

❖ آیت 19

یعنی صدقہ میں ان کو بھی دیتے ہیں جو مانگتے ہیں اور ان کو بھی جو نہیں مانگتے۔

❖ آیت 23

یعنی قیامت کا آنا بھی اتنا ہی سچا ہے اور پھر رزق بھی مقرر ہو چکا ہے۔

❖ آیت 26

یہاں یہ چُپکے سے کیوں کہا گیا ہے؟ پوچھنے کی ضرورت نہیں اور مہمان کو جتلانے کی بھی ضرورت نہیں اور بتانے کی بھی نہیں خاموشی سے سروس دیجئے کیونکہ کہ بعض اوقات مہمان کے سامنے ہی اتنی آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں لوگوں کی، یہ لے آؤ وہ لے آؤ وہ مہمان over whelmed ہو جاتا ہے اور پریشان ہو جاتا ہے اور پھر وہ صحیح سے کھا بھی نہیں سکتا۔
تو مہمان کو سنائے بغیر سامان ضیافت لانا چاہئے، آرام سے سکون کے ساتھ اور یہ مہمان کے اکرام کا حصہ ہے۔ کیونکہ مہمان کو اگر پتہ چل جائے کہ کیا کیا پردے کے پیچھے ہو رہا ہے تو یہ پھر مہمان کے لئے بڑی گراں بات ہوتی ہے اور اس کو شرم آنے لگتی ہے۔
اور بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے آپ لوگ یہیں بیٹھیں میں آپ کے لیے کچھ لیکر آتی ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی نہیں کہا ٹھیک ہے یعنی کوئی بھی ایسی بات نہ کی جائے جس میں مہمان کو شرمندگی محسوس ہو بس simple سا فارمولا ہے۔

❖ آیت 30

اللہ ہمیں بھی علم وحکمت عطا فرمائے۔ آمین۔

پارہ 26 کے اہم نکات

1. لوگوں کے بارے میں باتیں نہ کرو اس میں بیماری ہے، اللہ کا ذکر کرو جس میں شفاء ہے۔
2. قرآن کو غور سے سننے اور سمجھنے کے بعد ہی ہم دوسروں کو پہنچانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔
3. شیطان انسانوں کو علم کے راستے سے روکتا ہے تا کہ وہ گمراہیوں کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے رہیں۔
4. انسان کے انجام کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔
5. مسکرانا بھی صدقہ ہے۔
6. جنت صرف خواہشات سے نہیں ملتی اس کے لیے ایمان اور عمل صالح ضروری ہے۔
7. کبھی ناپسندیدہ حالات سے بھی بہت پسندیدہ نتائج نکل آتے ہیں تو اس لیے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ
(کراچی ریجن)